اللہ نور السموات والارض مثل نورہ کمشکوۃ فیھا مصباح

ماہنامہ

مشکوٰۃ
قادیان

صلح 1382 ہش
جنوری 2003ء

مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کا ترجمان

میں تھا غریب و بیکس و گمنام و بے ہنر	کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر
اب دیکھتے ہو کیسا رجوعِ جہاں ہوا	اک مرجعِ خواص یہی قادیاں ہوا

﴿کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام﴾

جلسہ سالانہ قادیان منعقدہ ۲۶/۲۷/۲۸ دسمبر ۲۰۰۲ء کے چند مناظر
﴿۱﴾ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعتِ احمدیہ قادیان افتتاحی خطاب فرماتے ہوئے
﴿۲﴾ حاضرین جلسہ

تقریب الوداعیہ واستقبالیہ مہتمم مقامی قادیان کا ایک منظر۔ محترم مولوی فخر احمد صاحب فہیم سابق مہتمم مقامی تقریر کرتے ہوئے۔ آپ کے دائیں محترم مولوی عطاء المجیب احسن غوری صاحب موجودہ مہتمم مقامی تشریف فرما ہیں۔ اور بائیں محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ بھارت محترم شعیب احمد صاحب نائب صدر اور محترم مولوی طاہر احمد صاحب چیمہ معتمد مجلس رونق افروز ہیں۔

جلسہ سالانہ قادیان 2003 کے موقعہ پر مجلس خدام الاحمدیہ قادیان کی طرف سے لگائے گئے Book Stall کا ایک منظر۔ مکرم مولوی رفیق احمد صاحب بیگ مہتمم اطفال نگرانی کرتے ہوئے۔

مجلس خدام الاحمدیہ کانپور کے اراکین احمدیہ قبرستان میں مصروف وقار عمل ہیں۔

محترم مولوی شاہ جہانگیر صاحب مشنری انچارج پونچھ مکرم چوہدری مسعود احمد صاحب انسپکٹر جنرل آف پولیس جموں و کشمیر کی خدمت میں جماعت احمدیہ کے لٹریچر پیش کرتے ہوئے۔ تفصیلی رپورٹ اندرون صفحات پر ملاحظہ فرمائیں۔

مجلس خدام الاحمدیہ ہاری پاری گام کشمیر کے خدام وقار عمل کرتے ہوئے۔

جماعت احمدیہ بلاری صوبہ کرناٹک نے رمضان المبارک کے دوران وقار عمل منعقد کیا۔ جس میں بچوں نے بھی جوش وخروش سے حصہ لیا۔

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم　　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

ماہنامہ

مشکوٰۃ

قادیان

مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کا ترجمان

قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہوسکتی۔
(المصلح الموعودؓ)

جلد۲۲　صلح ۱۳۸۲ ہجری شمسی بمطابق جنوری ۲۰۰۳ء شمارہ-۱

ضیاپاشیاں

اداریہ	2
فی رحاب تفسیر القرآن	3
کلام الامام	5
سال ۱۹۰۳ء حضرت مسیح موعودؑ کی سیرت کی روشنی میں	6
مجلس عرفان (سرمایہ کاری، سود اور اسلام)	11
داستانِ درویشی بزبانِ درویش	14
لباس التقویٰ	20
ملک ملک کی سیر-۹	23
اُستاد مرحوم (طنز و مزاح)	25
اخبارِ مجالس	29
مطالعہ کے اصول	32
اعلانات	33
وصایا 207-15197	37

مضمون نگار حضرات کے افکار و خیالات سے رسالہ کا اتفاق ضروری نہیں ہے

نگران: محمد نسیم خان
صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

ایڈیٹر

زین الدین حامد

نائبین

نصیر احمد عارف
عطاء الٰہی احسن غوری
شاہد احمد ندیم

مینیجر: حافظ مخدوم شریف

پرنٹر و پبلشر: منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے
کمپیوٹر کمپوزنگ: عطاء الٰہی احسن غوری، صمد احمد غوری، شاہد احمد ندیم
دفتری امور: راجا ظفر اللہ خان انسپکٹر مشکوٰۃ
مقام اشاعت: دفتر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت
مطبع: فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان

سالانہ بدل اشتراک
اندرون ملک: 100 روپے
بیرون ملک: 30 امریکن $ یا متبادل کرنسی
قیمت فی پرچہ: 10 روپے

Printed at Fazle Umar Printing Press Qadian and Issued from Office Majlis Khuddamul Ahmadiyya Qadian (Pb)
By Munir Ahmad Hafizabadi M.A Printer & Publisher.

مبارک صد مبارک

نئے سال ۲۰۰۳ء (۱۳۸۲ھش) کے آغاز کی مناسبت سے عالمگیر جماعت احمدیہ مسلمہ کے چوتھے امام سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور دنیا کے ۱۷۸ ممالک میں بسنے والے، مختلف رنگ ونسل سے تعلق رکھنے والے، مختلف زبانیں بولنے والے، خلافت احمدیہ وابستہ ۱۰ کروڑ سے زائد عشاق دین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مجلس خدام الاحمدیہ بھارت اور اس کے تمام ذیلی شعبہ جات کی طرف سے مبارک صد مبارک۔ اللہ تعالیٰ نئے سال کو اسلام احمدیت کے لئے عظیم الشان فتوحات کا سال بنائے، عالم اسلام پر رحمتوں کی بارش برسائے۔ جس جنگ کے بادل عالم اسلام پر منڈلا رہے ہیں اللہ تعالیٰ اس کے بد اثرات ونتائج سے ہمیں محفوظ ومأمون فرمائے اور اسلام کا وہ موعود غلبہ جس کی خاطر جماعت احمدیہ کا قیام ہوا ہے قریب سے قریب تر ہوتا چلا جائے۔ آمین

تاریخ احمدیت اس بات کی شاہد ہے کہ جماعت احمدیہ پر چڑھنے والے ہر سال میں تائیدات الٰہیہ کے لحاظ سے، فتح ونصرت کے خدائی وعدوں کے لحاظ سے گزشتہ ایک سو سال پہلے کی تاریخ بالعموم دہرائی جاتی ہے۔ اس لحاظ سے جب ہم 1903 کے واقعات پر نظر دوڑاتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ یہ سال 2003 انشاء اللہ تعالیٰ عظیم الشان فتوحات کا سال ثابت ہوگا۔ منارۃ المسیح کی تعمیر کا آغاز اسی سال ہوا۔ بیت الدعا کا قیام کا بھی اسی سال سے تعلق رکھتا ہے۔ اور بعض بھاری بشارتیں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خدا کی طرف سے عطا ہوئیں۔ مثلاً ملفوظات جلد دوئم صفحہ 626 سے ایک حصہ پیش ہے۔ ''یکم جنوری 1903ء فجر کی نماز کے وقت حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام تشریف لاتے ہی یہ رؤیا سنایا اور فرمایا کہ ان کو آج ہی شائع کر دیا جائے۔ چنانچہ اسی روز یہ اشتہار شائع کر دیا گیا۔ اول ایک خفیف خواب جو کشف کے رنگ میں تھا مجھے دکھایا گیا کہ مجھے ایک لباس فاخرہ پہنایا گیا ہے اور چہرہ چمک رہا ہے پھر وہ کشفی حالت وحی الٰہی کی طرف منتقل ہوگئی۔۔۔ جس کا ترجمہ یہ ہے ''خدا جو رحمٰن ہے تیری سچائی کو ظاہر کرنے کے لئے کچھ ظہور میں لائے گا۔ خدا کا امر آرہا ہے۔ تم جلدی نہ کرو۔ یہ ایک خوشخبری ہے جو نبیوں کو دی جاتی ہے۔''

۱۹۰۳ء کا سال جماعتی تاریخ میں ایک دردناک شہادت کی بھی یاد تازہ کر رہا ہے۔ یہ وہی سال ہے جس میں ''شاتانِ تذبحانِ'' کے الہام کے مطابق سید الشہداء شہزادہ عبداللطیف صاحب رضی اللہ عنہ کی شہادت عمل میں آئی۔ اس کربناک شہادت کے نتیجہ میں باشندگان افغانستان ۱۰۰ سال سے شدید خدائی عذاب میں مبتلا ہیں۔ اللہ کرے کہ سال ۲۰۰۳ء باشندگانِ افغانستان کی نجات کا سال قرار پائے اور کثرت کے ساتھ اس ملک کے لوگ وابستگانِ دامنِ احمدؑ کی مقدس جماعت میں شامل ہونے کی توفیق پائیں۔

پس اللہ تعالیٰ کرے کہ یہ سال ہر جہت سے جماعتی ترقی کا سال بنے اور اللہ تعالیٰ ہر فرد جماعت کو ابتلاء اور آزمائش کے وقت شہزادہ عبداللطیف صاحب شہید کے جیسی اعلیٰ درجہ کی استقامت اور صبر اور قربانی کی توفیق عطا فرمائے۔ امین (تفصیلی مضمون اسی شمارہ میں ملاحظہ ہو)

رسالہ مشکوۃ 22ویں سال میں

احباب جماعت کو یہ معلوم کر کے بے حد خوشی ہوگی کہ رسالہ مشکوٰۃ اپنی زندگی کی 22ویں بہار میں داخل ہے۔ اس عرصہ میں مشکوٰۃ کو جماعتی تعلیم و تربیت اور تبلیغی اور ادبی، ثقافتی میدان میں جو مقام حاصل ہوا ہے وہ ناقابل تردید ہے۔ یہ دراصل کسی فرد واحد یا ادارے کی کاوش کا نتیجہ ہرگز نہیں ہے بلکہ اندرون و بیرون ملک میں بسنے والے قارئین اور مخیّر حضرات کی مسلسل رہنمائی، مشوروں اور تعاون کا ہی نتیجہ ہے۔ سب سے بڑھ کر ہمارے امام ھمام ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعاؤں اور توجہ کا ہی یہ ثمرہ ہے۔ علاوہ ازیں بزرگان سلسلہ کی طرف سے مسلسل حاصل ہونے والی حوصلہ افزائی بھی ہمیں آگے بڑھنے کی ترغیب دلاتی رہی ہے۔ ہمیں امید ہے کہ آئندہ بھی ایسے ہی مشکوٰۃ اپنا یہ سفر جاری رکھ سکے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

مگر یہاں ایک تلخ حقیقت ہے جس کے اظہار سے ادارہ مشکوٰۃ رُک نہیں سکتا وہ یہ ہے کیہ اس قدر عرصہ گزرنے کے بعد بھی مشکوٰۃ اپنے اخراجات کے لحاظ سے تا حال خود کفیل نہ بن سکا۔ چونکہ یہ خالصۃً ایک دینی رسالہ ہے، تجارتی بنیاد پر اس کو چلایا نہیں جا سکتا، سینکڑوں کی تعداد میں نئی جماعتیں اور مجالس ہیں جن کو یہ رسالہ بلا معاوضہ دینا پڑتا ہے جس سے ادارہ پر بڑا بوجھ پڑتا ہے، طباعت کے اخراجات میں بھی کافی اضافہ ہوا ہے اس صورت حال میں مشکوٰۃ کو خود کفیل بنانے کے لئے مخیّر احباب کو اہم تعمیری کردار ادا کرنا ہوگا۔ ہم امید رکھتے ہیں کہ قارئین واحباب کرام اس طرف توجہ فرمائیں گے۔

اسی طرح اہلِ قلم حضرات کی مخفی صلاحیتوں کو ابھارنے میں بھی مشکوٰۃ ایک بڑا ذریعہ ثابت ہوا ہے اور ہو رہا ہے۔ لہٰذا تمام ذی علم احباب سے یہ توقع ہے کہ وہ اپنے قلمی تعاون بھی جاری رکھیں۔ چونکہ مشکوٰۃ آپ کا ہے اور آپ سب کی مجموعی کوششوں کا ہی ثمرہ ہے۔ اگر مشکوٰۃ میں کوئی خوبی دیکھیں تو سبھی کی مشترکہ دولت سمجھیں اور کمیوں اور خامیوں کا ازالہ بھی ہم سب کی مشترکہ ذمہ داری ہے۔

زین الدین حامد

فی رحاب تفسیر القرآن

اِقْرَاْ وَ رَبُّکَ الْاَکْرَمُ ۝ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ ﴿العلق﴾

قسط ۱۶

سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کی تفسیر کبیر سے ماخوذ

سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

''غرض یہ علوم جو دنیا میں یکے بعد دیگرے ظاہر ہوئے محض قرآن کریم کے طفیل اور اُس کی تائید کے لیے اللہ تعالیٰ نے ظاہر فرمائے ہیں۔ اگر یہ علوم پیدا نہ ہوتے تو قرآن کریم کی حقیقت اور اس کی اعلیٰ درجہ کی شان کو لوگ پوری طرح سمجھنے سے قاصر رہتے۔ یہی حال علم اقتصادیات کا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے قرآنی اقتصادیات کی توضیح کے لیے دنیا میں قائم کیا ہے غرض صرف کیا اور نحو کیا اور تاریخ کیا اور ادب کیا اور کلام کیا اور فقہ کیا سب علوم قرآن کریم کی خدمت کے لیے نکلے ورنہ عرب تو محض جاہل تھے۔ اُنہیں ان علوم کی طرف محض توجہ ہی کس طرح پیدا ہوسکتی تھی۔ ان کو صرف اس وجہ سے ہوئی کہ انہوں نے قرآن کو مانا اور پھر قرآن کریم سے دنیا کو رُوشناس کرانے کے لیے اُنہیں اِن علوم کی ایجاد یا اُن کے پھیلانے کیطرف متوجہ ہونا پڑا۔ اب رہی باقی دنیا سو اُس نے بھی قرآن کریم سے ہی اِن علوم کو سیکھا ہے کیونکہ یہ علوم وہ ہیں جو عربوں نے ایجاد کیے یا زندہ کیے اور پھر عربوں سے باقی دنیا نے لیے۔ یورپ نے ایک عرصہَ دراز تک مسلمانوں کے اس احسان کو چُھپانے کی کوشش کی ہے مگر اب خود یورپ میں ایسے لوگ پیدا ہو رہے ہیں جو اپنی کتابوں میں بڑے زور سے لکھتے ہیں کہ یہ کیسی بے شرمی اور بے حیائی ہے کہ علم تو مسلمانوں سے سیکھا جائے مگر اپنی کتابوں میں اُن کا ذکر تک نہ کیا جائے اور اس رنگ میں اپنے آپ کو پیش کیا جائے کہ گویا ان علوم کے مُوجد ہم ہیں۔ وہ کہتے ہیں یہ احسان فراموشی کی بدترین مثال ہے کہ جنہوں نے ہم کو علم سکھایا ہے ہم اُن کا ذکر تک نہیں کرتے اور اپنی طرف تمام علوم کو منسوب کرتے چلے جاتے ہیں۔ میرے پاس اس قسم کی کئی کتابیں ہیں اور میں نے دیکھا ہے اُن کتابوں کے مصنف اتنی شدت سے بحث کرتے ہیں کہ یوں معلوم ہوتا ہے اپنی قوم کے اس فعل کے خلاف اُن کے قلوب غیظ و غضب سے بھرے پڑے ہیں۔ جب ایک طرف وہ مسلمانوں کے احسانات کو دیکھتے ہیں اور دوسری طرف وہ اپنی قوم کی ڈھٹائی کو دیکھتے ہیں کہ ایک ایک چیز مسلمانوں سے حاصل کرنے کے بعد وہ مسلمانوں کا نام تک نہیں لیتی تو اُنکے دلوں میں آگ لگ جاتی ہے اور وہ یہ کہنے پر مجبور ہوتے ہیں کہ یہ سخت نمک حرامی ہے کہ مسلمانوں کی ایک ایک چیز کو اپنا لیا جائے مگر اُن کے علم و فضل اور احسان کا اشارۃً بھی ذکر نہ کیا جائے۔

تھوڑا ہی عرصہ ہوا کہ میں نے ایک کتاب پڑھی جس میں موسیقی پر بحث کی گئی تھی۔ موسیقی کا آغاز بھی مسلمانوں سے ہی ہوُا۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کو ترتیل کے ساتھ قرآن پڑھنے کا حکم دیا تھا اسی سے اُن کو موسیقی کی طرف توجہ ہوئی۔ جس نے رفتہ رفتہ ایک بہت بڑے علم کی صورت اختیار کرلی۔ یورپ دعویٰ کرتا ہے کہ موجودہ موسیقی کا علم اُس نے ایجاد کیا ہے مگر جس کتاب کا میں ذکر کر رہا ہوں اُس کے مصنف نے بڑے زور سے یہ بات پیش کی ہے کہ یورپ کا یہ اِدّعا محض دھوکہ اور فریب ہے۔ موسیقی کا علم یورپ نے مسلمانوں سے سیکھا ہے اور پھر وہ اس کا ثبوت دیتے ہوئے کہتا ہے کہ برٹش میوزیم میں فلاں نمبر پر فلاں کتاب موجود ہے اُس میں فلاں پادری کے نام کا ایک خط درج ہے جو کسی عیسائی نے اُسے لکھا۔ اور اُس خط کا مضمون یہ ہے کہ میں سپین گیا تھا وہاں مسلمانوں کی موسیقی کا کمال دیکھ کر میں حیران رہ گیا۔ مسلمانوں کی موسیقی نہایت اعلیٰ درجہ کی ہے اور اُن کے مقابلہ میں ہماری موسیقی نہایت ادنیٰ معلوم ہوتی ہے۔ اگر آپ اجازت دیں اور یہ امر دینِ نصرانیت کے خلاف نہ ہو تو میں چاہتا ہوں کہ اُن کی موسیقی کا ترجمہ یورپین لوگوں کے لیے کردوں تا کہ ہمارے گرجاؤں میں بھی یہ اعلیٰ درجہ کی موسیقی رائج ہو جائے اور عیسائیت زیادہ محبوب ہو جائے۔ وہ کہتا ہے اس خط کا پادری صاحب نے جو جواب دیا وہ بھی آج تک برٹش میوزیم میں محفوظ ہے۔ پادری صاحب نے جواب یہ دیا کہ کوئی حرج نہیں آپ سپین کی موسیقی کا بے شک ترجمہ کریں مگر دیکھنا مسلمانوں کا نام نہ لینا۔ اگر تم نے نیچے حوالہ دے دیا اور یہ ذکر کردیا کہ یہ موسیقی مسلمانوں سے لی گئی ہے تو اُن کی عظمت قائم ہو جائے گی۔ اس لیے نقل تو بے شک کرو مگر مسلمانوں کا نام نہ لو تا کہ لوگ یہ سمجھیں کہ تم یہ علم اپنی طرف سے بیان کر رہے ہو۔

غرض یورپ نے چاہا کہ یہ بات پوشیدہ رہے کہ اُس نے مسلمانوں سے تمام علوم حاصل کیے ہیں مگر یہ بات پوشیدہ نہیں رہ سکی۔ آج خود عیسائیوں میں ایسے لوگ پیدا ہو چکے ہیں جو بڑے زور سے اپنی قوم کی اس احسان فراموشی کا کتابوں میں اعلان کرتے ہیں۔ اسی طرح فنِ تعمیر، قالین بافی اور عمارتوں پر رنگدار بیل بُوٹے بنانے یہ تمام علوم وہ ہیں جو یورپ نے

مسلمانوں سے سیکھے چنانچہ اسکا ایک ثبوت میں خود ولایت میں دیکھ کر آیا ہوں۔ برائٹن میں ایک پُرانا شاہی قلعہ ہے اُس کی دیواروں پر بیل بُوٹے بنانے کے لیے عیسائیوں کو سارے یورپ میں کوئی آدمی نہ ملا۔ آخر انہوں نے مسلمان ماہرین کو بلایا اور وہ وہاں بیل بوٹوں کی بجائے جگہ جگہ لَا اِلٰـہَ اَلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھ کر آ گئے۔ یہی اُن عمارت کو سجانا تھا اور یہ ثبوت تھا اس بات کا کہ اِس فن کی ایجاد کا سہرا مسلمانوں کے سر پر ہے۔

غرض یورپ کے پاس کوئی ایک چیز بھی نہیں تھی اُس نے جو کچھ سیکھا سپین کے مسلمانوں سے سیکھا اور سپین نے جو کچھ سیکھا شام سے سیکھا اور شام والوں نے جو کچھ سیکھا قرآن سے سیکھا۔ پس دنیا کے تمام علوم قرآن سے ظاہر ہوئے ہیں اور اب قیامت تک جس قدر قلمیں چلیں گی قرآن کریم کی خدمت اور اُس کے بیان کردہ علوم کی ترویج کے لیے ہی چلیں گی۔ آج یورپ میں جتنی کتابیں نکل رہی ہیں وہ سب کی سب عَلَّمَ بِالْقَلَمِ کی تصدیق کر رہی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی اس پیشگوئی کو سچا ثابت کر رہی ہیں کہ قلم کے ذریعہ قرآن کریم کو پھیلایا جائیگا۔ عرب ہر قسم کے علوم سے نابلد تھے لیکن قرآن کریم پر ایمان لانے کے بعد وہ تمام دُنیا کے اُستاد بن گئے اور فلسفہ جس پر یورپ کو آج بہت بڑا ناز ہے اُس کے بھی وہی موجد قرار پائے۔ بعض لوگ کہا کرتے ہیں کہ فلسفہ یورپ کی ایجاد ہے لیکن ایک یورپین فلاسفر نے اس کو بھی بالکل غلط قرار دیا ہے وہ لکھتا ہے فلسفہ ہم نے شروع سے لے کر آخر تک اشعری سے لیا ہے اگر ہمارے فلسفہ میں کسی کو کوئی اچھی بات نظر آتی ہے تو اس کی تعریف کے مستحق ہم نہیں بلکہ اشعری اس تعریف کا مستحق ہے۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ علوم میں ہمیشہ ترقی ہوتی رہتی ہے اور ایک نسل کے بعد دوسری نسل کوشش کرتی ہے کہ اس کا علمی مقام پہلے سے بلند ہو جائے لیکن اس کے باوجود بیج اپنی ذات میں جو قیمت رکھتا ہے اُس سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا۔ درخت کا پھیلاؤ خواہ کس قدر بڑھ جائے بیج کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ اسی طرح علوم خواہ کس قدر ترقی کر جائیں سہرا مسلمانوں کے سر ہی رہے گا اور مسلمانوں کا سر قرآن کریم کے آگے جُھکا رہے گا۔ کیونکہ یہی وہ کتاب ہے جس نے اعلان کیا کہ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ۔ اب دنیا کو قلم کے ذریعہ علوم سکھانے کا وقت آ گیا ہے۔

پس حقیقت یہی ہے کہ دنیا کو تمام علوم قرآن کریم نے ہی سکھائے ہیں اگر قرآن نہ آیا ہوتا تو دنیا ایک ظلمت کدہ ہوتی جہالت اور بربریت کا نظارہ پیش کر رہی ہوتی۔ یہ قرآن کا احسان ہے کہ اُس نے دنیا کو تاریکی سے نکالا اور علم کے میدان میں لا کر کھڑا کر دیا۔ (تفسیر کبیر جلد صفحہ:۴ ۲۷۷-۲۷۲)

(جاری)

ہو الشافی ہومیو پیتھک کلینک قادیان
We Treat but Allah Cures
۱) ڈاکٹر سید سعید احمد صاحب Ph:(R).20432
۲) ڈاکٹر چوہدری عبد العزیز اختر Ph:(R) 20351
محلہ احمدیہ قادیان
143516 پنجاب
Ph:-(Clinic)
01872-22278

MANUFACTURERS.
EXPORTERS & IMPORTERS
OF
ALL KINDS OF FASHION
LEATHER
janic eximp
16D, TOPLA 2nd LANE KOLKATA-39
PH: 91-33-3440150 FAX: 91-33-344 0150
MOB: 098310 75420 E-mail: janiceximp@usa.net

اِنفاق فی سبیل اللہ

اپنے عزیز مال کو خُدا کی راہ میں خرچ کرو

بانی جماعت احمدیہ سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

''واقعی اور قطعی طور پر وہی شخص اِس جماعت میں داخل سمجھا جائے گا جو اپنے عزیز مال کو اس راہ میں خرچ کرے گا۔ یہ ظاہر ہے کہ تم دو چیزوں سے محبت نہیں کر سکتے۔ اور تمہارے لئے ممکن نہیں کہ مال سے بھی محبت کرو اور خدا سے بھی۔ صرف ایک سے محبت کر سکتے ہو۔ پس خوش قسمت وہ شخص ہے جو خدا سے محبت کرے۔ اور اگر کوئی تم میں سے خدا سے محبت کر کے اُس کی راہ میں مال خرچ کرے گا تو مَیں یقین رکھتا ہوں کہ اُس کے مال میں بھی دوسروں کی نسبت زیادہ برکت دی جائے گی۔ کیونکہ مال خود بخود نہیں آتا بلکہ خُدا کے اِرادہ سے آتا ہے۔ پس جو شخص خُدا کے لئے بعض حصّہ مال کا چھوڑتا ہے وہ ضرور اُسے پائے گا۔ لیکن جو شخص مال سے محبت کر کے خُدا کی راہ میں وہ خدمت بجا نہیں لاتا جو بجا لانی چاہئے تو وہ ضرور اُس مال کو کھوئے گا''۔

(ضمیمہ ریویو آف ریلیجنز ستمبر ۱۹۰۳ء)

(۲)

''مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ تم اِس بات کو خوب یاد رکھو کہ جیسا کہ قرآن مجید نے بیان فرمایا ہے اور ایسا ہی دُوسرے نبیوں نے بھی کہا ہے کہ دَولتمند کا بہشت میں داخل ہونا ایسا ہی ہے جیسے اُونٹ کا سُوئی کے ناکہ میں داخل ہونا۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ اس کا مال اُس کے لئے بہت سی روکوں کا موجب ہو جاتا ہے۔ اِس لئے اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارا مال تمہارے واسطے ہلاکت اور ٹھوکر کا باعث نہ ہو تو اسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو اور اسے دین کی اشاعت اور خدمت کے لئے وقف کرو''۔

(ملفوظات جلد ۸ صفحہ ۲۹۴)

سال 1903ء
سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت کی روشنی میں

مرتبہ: شاہد احمد ندیم

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے بہت محبت اور شفقت کا سلوک کرتا ہے اور اُن پر اپنی ہستی ظاہر کرنے کے لیے انبیاء اور مقربین کو بھیجتا رہتا ہے جو نور کی شمع تھامے اُنہیں ظلمت کے بیابانوں سے نکال کر ہدایت کے محفوظ قلعہ میں لاتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ مومنین سے وعدہ فرماتا ہے

اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ

آج سے سو سال قبل جب امتِ محمدیہ کی حالت نہایت ناگفتہ بہ تھی اور ایمان اپنی حالت کے لحاظ سے ثریا ستارہ تک جا پہنچا تھا تب اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق امام مہدی علیہ السلام کو مبعوث فرما کر گمراہی کی طرف بڑھ رہی انسانیت کو راہِ نجات دکھلائی۔ زمانے کے امامؑ نے قرآنی انوار کی کرنوں سے ظلمت کو نور سے بدل دیا اور اپنے علمِ کلام کے ذریعہ علم و عرفان کا ایسا دریا جاری فرمایا جو پیاسی روحوں کی ایمانی پیاس بجھانے کا موجب ٹھہرا۔ مسیح موعود جسے خدا نے انت الشیخ المسیح الذی لا یضاع وقتہٗ کا وعدہ فرمایا تھا اپنی تمام عمر کا ایک ایک لمحہ غلبہ اسلام کے لیے صرف کر دیا۔ حضرت مسیح موعودؑ کی سیرت کا مطالعہ صرف ازدیادِ علم تک ہی محدود نہیں بلکہ اس کے ذریعہ ایمان کو غیر معمولی تقویت حاصل ہوتی ہے جو روح کی سیرابی کا باعث بنتی ہے۔

آج سے ٹھیک سو سال پہلے ۱۹۰۳ء میں حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ دینِ اسلام کی خدماتِ عظیمہ اور آپؑ کو عطا ہونے والی الٰہی بشارات کو اس مضمون میں مختصر طور پر یکجا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

کشوف و الہامات:

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے ۱۰۰ سال پہلے کے الہامات سو سال بعد بھی ایک نئی شان سے پورے ہوتے ہیں۔ چنانچہ سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے سال ۱۹۰۳ کے بعض الہامات کا یہاں ذکر کیا جاتا ہے:

۱/جنوری ۱۹۰۳ء — یُبْدِیْ لَکَ الرَّحْمٰنُ شَیْئًا۔ اَتٰی اَمْرُ اللّٰہِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْہُ۔ بِشَارَۃٌ تَلَقَّاھَا النَّبِیُّوْنَ

(الحکم جلد ۷ نمبر ۱ بحوالہ تذکرہ صفحہ ۴۴۹)

''ترجمہ:- خدا جو رحمان ہے تیری سچائی کے لیے کچھ ظہور میں لائے گا۔ خدا کا امر آ رہا ہے۔ تم جلدی نہ کرو۔ یہ ایک خوشخبری ہے جو نبیوں کو دی جاتی ہے۔''

۱۵/جنوری- لاہور میں کثرت سے بار بار یہ الہام ہوا۔

اُرِیْکَ بَرَکَاتٍ مِنْ کُلِّ طَرَفٍ

(یعنی مَیں ہر ایک جانب سے تجھے اپنی برکتیں دکھلاؤں گا۔''

(الحکم جلد ۷ نمبر ۴ بحوالہ تذکرہ صفحہ ۴۵۴)

۲۸/ جنوری- "اِنَّ اللّٰہَ مَعَ عِبَادِہٖ یُوَاسِیْکَ"

(الحکم جلد ۷ نمبر ۴ بحوالہ تذکرہ صفحہ ۴۵۷)

''یعنی خدا اپنے بندوں کے ساتھ ہے وہ تیری غمخواری کرے گا''۔

۳۰ جنوری- ''اسی رات خواب میں دیکھا کہ گویا زارِ روس کا سوٹا میرے ہاتھ میں ہے اور اس میں پوشیدہ طور پر بندوق کی نالی بھی ہے۔ دونوں کام نکالتا ہے۔ اور پھر دیکھا کہ وہ بادشاہ جس کے پاس بوعلی سینا تھا۔ اس کی کمان میرے پاس ہے۔ اور مَیں نے اس کمان سے ایک شیر کی طرف تیر چلایا ہے۔ اور شاید بوعلی سینا بھی میرے پاس کھڑا ہے اور وہ بادشاہ بھی''۔

(کاپی الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ ۴ بحوالہ تذکرہ صفحہ ۴۵۹)

۱۱/اپریل- ''فرمایا کہ مَیں دیکھتا ہوں کہ ایک بڑا بحرِ زخار کی طرح دریا ہے جو سانپ کی طرح بل پیچ کھاتا مغرب سے مشرق کو جا رہا ہے۔ اور پھر دیکھتے دیکھتے سمت بدل کر مشرق سے مغرب کو اُلٹا بہنے لگا ہے۔''

(الحکم جلد ۷ نمبر ۱۴ بحوالہ تذکرہ ۴۶۹)

''مَیں نے ایک دفعہ کشف میں اللہ تعالیٰ کو تمثل کے طور پر دیکھا۔ میرے گلے میں ہاتھ ڈال کر فرمایا۔

جے توں میرا ہو رہیں سب جگ تیرا ہو''۔

(الحکم جلد ۷ نمبر ۱۷ بحوالہ تذکرہ صفحہ ۴۷۱)

۳/مئی ۱۹۰۳ء- ''فرمایا۔ کچھ دن ہوئے کہ مَیں بیماروں کے لیے دُعا

کرتا تھا۔ ایک شخص کے لیے خاص طور سے دُعا کی۔ دیکھا کہ وہ اُٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اور پھر الہام ہوا کہ

آثارِ صحت

مگر تصریح بالکل نہیں کہ یہ الہام کس کی نسبت ہے"۔

(الحکم جلد ۷ نمبر ۱۷ بحوالہ تذکرہ صفحہ ۴۷۱)

۲۲ راگست۔ "خدا کی پناہ میں عُمر گذارو"۔

(الحکم جلد ۷ نمبر ۳۱ بحوالہ تذکرہ ۴۸۲)

۵ ستمبر ۱۹۰۳ء۔ "مَیں نے ایک کشفی نظر میں دیکھا کہ ایک درخت سرو کی ایک بڑی لمبی شاخ جو نہایت خوبصورت اور سرسبز ہے۔ ہمارے باغ میں سے کاٹی گئی ہے اور وہ ایک شخص کے ہاتھ میں ہے۔ تو کسی نے کہا کہ اس شاخ کو اس زمین میں جو میرے مکان کے قریب ہے اس بیری کے پاس لگا دو۔ جو اس سے پہلے کاٹی گئی تھی۔ اور پھر دوبارہ اُگے گی۔ اور ساتھ ہی مجھے یہ وحی الٰہی ہوئی کہ

"کابل سے کاٹا گیا اور سیدھا ہماری طرف آیا"

اس کی میں نے یہ تعبیر کی کہ تخم کی طرح شہید مرحوم کا خون زمین پر پڑا ہے۔ اور وہ بہت بارور ہو کر ہماری جماعت کو بڑھا دے گا"۔

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۵۵ بحوالہ تذکرہ صفحہ ۴۸۴)

"اے تمام لوگو! سُن رکھو کہ یہ اس کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا۔ وہ اپنی جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا دے گا۔ اور حجت اور بُرہان کی رُو سے سب پر اُن کو غلبہ بخشے گا۔ وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہو گا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ خدا اس مذہب اور اس سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا۔ اور ہر ایک کو جو اس کے معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے، نامراد رکھے گا۔ اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا۔ یہاں تک کہ قیامت آ جائے گی۔"

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۶۴-۶۵)

نومبر ۱۹۰۳ء۔ "ہماری فتح، ہمارا غلبہ"

(الحکم جلد ۷ نمبر ۴۶، ۴۷ بحوالہ تذکرہ صفحہ ۴۹۸)

اہم واقعات: سال ۱۹۰۳ء کے اہم واقعات کا ایک مختصر خاکہ مندرجہ ذیل ہے:

منارۃ المسیح کی بنیاد:

یہ سال اس لحاظ سے بہت اہمیت کا حامل ہے کہ اسی سال حضورؑ نے احادیث نبویؐ کی منشاء پورا کرنے کے لیے ۱۳؍ مارچ بروز جمعۃ المبارک کو مسجد اقصیٰ کے مشرقی جانب ایک منارہ کی بنیاد رکھی۔

اس سلسلہ میں آپ نے ۲۸ مئی ۱۹۰۰ء کو ایک اشتہار شائع فرمایا جس میں منارہ کی تعمیر کی تین اغراض بیان فرمائی تھیں۔ یہ اغراض خلاصۃً بالفاظِ حضرت اقدسؑ درج ذیل ہیں:

اوّل:- یہ کہ اس مینار سے پانچ وقت اذان کی آواز بلند کی جائے تا لوگوں کو علم ہو کہ اب "اس ازلی ابدی زندہ خدا کے سوا جس کی طرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے رہنمائی کی ہے اور سب خدا جو بنائے گئے ہیں باطل ہیں"۔

(تبلیغ رسالت جلد نہم صفحہ ۳۶-اشتہار ۲۸ رمئی ۱۹۰۰ء)

دوم:- اس منارہ پر ایک بڑا لالٹین نصب کر دیا جائے گا" تا لوگ معلوم کریں کہ آسمانی روشنی کا زمانہ آگیا اور جیسا کہ زمین نے اپنی ایجادوں میں قدم آگے بڑھایا۔ ایسا ہی آسمان نے بھی چاہا کہ کہ اپنے نوروں کو بہت صفائی سے ظاہر کرے تا حقیقت کے طالبوں کے لیے پھر تازگی کے دن آئیں اور ہر ایک آنکھ جو دیکھ سکتی ہے۔ آسمانی روشنی کو دیکھے اور اس روشنی کے ذریعہ سے غلطیوں سے بچ جائے"۔ (ایضاً)

سوم:- اس منارہ پر ایک گھنٹہ نصب کیا جائے گا" تا لوگ اپنے وقت کو پہچان لیں۔ یعنی سمجھ لیں کہ آسمان کے دروازوں کے کُھلنے کا وقت آگیا۔ اب سے زمینی جہاد بند ہو گیا ہے اور لڑائیوں کا خاتمہ ہو گیا"۔ (ایضاً)

متذکرہ بالا اغراض کو مدنظر رکھ کر آپ نے ۱۳ مارچ ۱۹۰۳ء کو دعاؤں کے ساتھ اس مینار کی بنیاد رکھی۔ اس کی تعمیر حضور کی زندگی میں مکمل نہ ہو سکی بلکہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے عہد خلافت میں ۱۹۱۶ء میں مکمل پایۂ تکمیل ہوئی۔

بیت الدعا کی تعمیر:

حضور علیہ السلام کی بہت خواہش تھی کہ بیت الفکر کے ساتھ ایک چھوٹا سا حجرہ بیت الدعا کے طور پر تعمیر کیا جائے۔ جس میں سوائے دعا کے اور کوئی کام نہ ہو۔ چنانچہ اسی روز یعنی ۱۳ مارچ ۱۹۰۳ء کو اس کی بنیاد رکھی گئی۔

(الحکم ۳۱ مارچ ۱۹۰۳ء)

حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحبؓ کی شہادت

صاحبزادہ عبداللطیف صاحبؓ افغانستان کے علاقہ خوست کے رہنے والے صاحبِ الہام و صاحبِ کشف و کرامات بزرگ تھے۔ آپ کے تقویٰ و طہارت اور علم و فضل کا یہ حال تھا کہ امیر کابل حبیب اللہ خان کی تاجپوشی کے وقت دستار بندی کی رسم آپ ہی نے ادا کی تھی، اسی طرح افغانستان میں آپ کے ہزاروں مرید تھے۔ آپ اسلام کا بہت درد رکھتے تھے اور یہی دعا فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اسلام کی حفاظت کے لیے کوئی عظیم الشان مجدد ظاہر کرے۔ اسی دوران آپ کے مطالعہ میں حضرت مسیح موعودؑ کے بعض کتب

آ ئیں۔ ان کتب کے مطالعہ سے آپ کے قلب صافی پر بہت اثر ہوا اور ملاقات کی شدید خواہش پیدا ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل میں حج کا ارادہ ڈالا۔ آپؓ کو خیال آیا کہ راستہ میں قادیان سے ہوتے ہوئے چلیں۔ چنانچہ اکتوبر ۱۹۰۲ء میں آپ قادیان پہنچے اور حضور علیہ السلام سے ملاقات کا شرف حاصل کیا اور حضور کے عشق و محبت میں پوری طرح گرفتار ہو گئے۔ آپ کا کئی ماہ یہاں قیام رہا یہاں تک کہ حج کا وقت بھی گذر گیا۔ اس قیام کے دوران آپ کو بار بار یہ الہام ہوا:-

"اس راہ میں اپنا سر دیدے اور دریغ نہ کر کہ خدا نے کابُل کی زمین کی بھلائی کے لیے یہی چاہا ہے"۔

ایک دفعہ فرمایا کہ **"مجھے الہام ہوتا ہے کہ آسمان شور کر رہا ہے اور زمین اس شخص کی طرح کانپ رہی ہے جو تپ ولرزہ میں مبتلا ہو۔ دنیا اس کو نہیں جانتی۔ یہ امر ہونے والا ہے"۔**

جب قادیان سے روانہ ہونے لگے تو حضورؑ ان کی مشایعت کرنے کے لیے ان کے ساتھ دور تک تشریف لے گئے۔ جب رخصت ہونے لگے تو صاحبزادہ صاحبؓ کی رقت کا یہ عالم تھا کہ بے اختیار ہو کر حضورؑ کی قدموں پر گر گئے۔ حضورؑ بھی آبدیدہ تھے مگر فوراً صاحبزادہ صاحبؓ کو اٹھنے کو کہا مگر وہ بدستور پڑے رہے۔ اس پر آپؑ نے فرمایا "اَلْاَمْرُ فَوْقَ الْاَدَبِ" حضورؑ کا یہ فرمان سن کر فوراً کھڑے ہو گئے اور عرض کیا کہ "حضور! میری بیتابی اور بیقراری کی وجہ یہ ہے کہ میرے دل کو یقین ہے کہ اس زندگی میں میں پھر آپ کو نہیں دیکھ سکوں گا۔ یہ آپ کا آخری دیدار ہے جو میں کر رہا ہوں"۔

جب آپ خوست پہنچے تو آپؓ کے حضرت مسیح موعودؑ پر ایمان لانے کی خبر امیرِ کابُل کو پہنچ چکی تھی اور آپ سے حسد کرنے والے مخالفین نے امیر کو آپؓ کے خلاف کر دیا۔ چنانچہ جب آپ کابُل پہنچے تو امیر نے آپ کو قید میں ڈال دیا اور نہایت ظلم سے آپ کو ایک من چالیس سیر وزنی زنجیروں میں جکڑ دیا اور پیروں میں بھی آٹھ سیر کی بیڑی ڈال دی۔ آپ نے اسی حالت میں چار ماہ قید میں گذارے۔ اس دوران امیر کابُل نے وقتاً فوقتاً آپ کو حضرت مرزا صاحب کو مسیح موعود ماننے سے انکار کرنے کو کہا مگر ہر مرتبہ آپ نے کمال جرأت اور بہادری سے اس کا انکار کیا اور فرمایا کرتے کہ اب ممکن نہیں کہ سچائی کو پہچاننے کے بعد اُس کا انکار کیا جائے۔...... میں اس وقت اپنے ایمان کو اپنی جان سے اور ہر ایک دنیوی راحت پر مقدم سمجھتا ہوں۔ آپؓ نے امیر کابُل کو تحریری مباحثہ کرنے کی تجویز دی تا کہ دلائل کے ذریعہ مسیح موعود کے ظہور کو ثابت کیا جا سکے۔ قاضی اور مفتیوں کے ساتھ صاحبزادہ صاحبؓ کا تحریری مباحثہ ہوا جس کی کارروائی سے سامعین کو بلکل بے خبر رکھا گیا۔ چنانچہ آپ کے خلاف فتویٰ تکفیر لکھ کر امیر کو بھجوا دیا گیا جس نے صرف اُس تحریر پر ہی آپ کو سنگسار کرنے کا حکم لگا دیا۔

نہایت ظلم کے ساتھ آپ کی ناک میں چھید ڈال کر اُس میں رسّی ڈال کر آپ کو مقتل تک کھینچ کر لے جایا گیا اور کمر تک زمین میں گاڑ دیا گیا۔ اس موقعہ پر بھی جب موت آپ کی نظروں کے سامنے تھی اور آپ سے توبہ کرنے کو کہا گیا تو آپ نے تب بھی کمال استقامت سے فرمایا کہ "سچائی سے کیونکر انکار ہو سکتا ہے اور جان کی کیا حقیقت ہے......... جس کے لیے میں ایمان کو چھوڑ دوں۔ مجھ سے ایسا ہرگز نہیں ہو گا اور مَیں حق کے لیے مروں گا"۔

اس پر قاضی نے پہلا پتھر چلایا اور اس کے بعد امیر کی پیروی میں ہزاروں پتھر چل پڑے اور دیکھتے ہی دیکھتے شہید مرحوم کے سر پر ایک کوٹھا پتھروں کا جمع ہو گیا۔ یہ ظالمانہ کارروائی ۱۴ ؍جولائی ۱۹۰۳ء کو ہوئی۔

حضرت مسیح موعودؑ نے اس عظیم شہادت کو یوں اپنے دردبھرے الفاظ میں خراجِ تحسین پیش فرمایا:

"اے عبداللطیف تیرے پر ہزاروں رحمتیں کہ تُو نے میری زندگی میں ہی اپنے صِدق کا نمونہ دکھلایا۔ اور جو لوگ میری جماعت میں سے میری موت کے بعد رہیں گے مَیں نہیں جانتا کہ وہ کیا کام کریں گے"۔

<u>اس ناحق خون کا نتیجہ:</u> حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی کتاب "تذکرۃ الشہادتین" میں حضرت صاحبزادہ صاحبؓ کی شہادت کا تمام واقعہ مفصل طور پر ذکر فرمایا ہے۔ اور اس شہادت کو عظیم انقلاب کا پیش خیمہ قرار دیا ہے۔ چنانچہ ایک جگہ رقم فرماتے ہیں:-

"اور کابُل کی زمین دیکھ لے گی کہ یہ خُون کیسے کیسے پھل لائے گا۔ یہ خُون کبھی ضائع نہیں کیا جائے گا۔......... اس خون پر اب وہ (خدا- ناقل) چپ نہیں رہے گا اور بڑے بڑے نتائج ظاہر ہوں گے۔...... یہ خون بڑی بے رحمی کے ساتھ کیا گیا ہے اور آسمان کے نیچے ایسے خُون کی مثال نہیں ملے گی! اس نادان امیر نے کیا کیا۔ کہ ایسے معصوم شخص کو کمال بیدردی سے قتل کر کے اپنے تئیں تباہ کر لیا۔ **اے کابُل کی زمین! تُو گواہ رہ۔ کہ تیرے پر سخت جُرم کا ارتکاب کیا گیا۔ اے بدقسمت زمین! تو خدا کی نظر سے گر گئی کہ تُو اُس ظلمِ عظیم کی جگہ ہے"۔** (تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۷۲)

یہ پیشگوئی جس شان سے پوری ہوئی ہے اور ہو رہی ہے اس کی تفصیل میں یہاں جانے کا نہ تو موقعہ ہے اور نہ ہی گنجائش ہے۔ لیکن کابُل کی زمین پر بہا ہوا صاحبزادہ صاحب شہیدؓ کا خون ایک دن ضرور اپنا رنگ دکھائے گا۔

<u>کُتُب</u>: اس سال حضورؑ نے پانچ کتب تصنیف فرمائیں۔ جن کا

مختصر تعارف درج ذیل ہے:

مواہب الرحمٰن: یہ کتاب حضورؑ نے مصر کے ایک عربی اخبار "اللّواء" کے جواب میں ۱۴؍جنوری ۱۹۰۳ء میں تحریر فرمائیں۔ اس اخبار کے ایڈیٹر نے حضورؑ کے دعویٰ مسیحیت اور نبوت کا ذکر کرتے ہوئے طاعون کا ٹیکہ نہ لگانے کے متعلق لکھا تھا کہ یہ توکل کے خلاف ہے۔ چنانچہ حضورؑ نے عربی زبان میں اس کتابمیں ایمان اور رعایتِ اسباب پر سیر گن بحث کی ہے۔

نسیمِ دعوت: ۲۸؍فروری ۱۹۰۳ء۔ حضرت اقدسؑ کی تبلیغی سرگرمیوں کو دیکھ کر قادیان کے آریوں میں جوش پیدا ہوا اور انہوں نے حضور کے خلاف ایک نہایت ہی گندہ اشتہار شائع کیا جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت مسیح موعودؑ اور معززین جماعت کے خلاف بکواس کی گئی تھی۔ حضورؑ نے اس کتاب میں جہاں جماعت کو صبر کی تعلیم دی ہے وہیں آریوں کے تمام اعتراضات کا جواب دیا۔

سناتن دھرم: ۸؍مارچ ۱۹۰۳ء۔ اس کتاب میں حضورؑ نے آریوں کے ایک عقیدہ یعنی "نیوگ" کے متعلق نہایت وضاحت کے ساتھ تحریر فرمایا اور اس کے تمام پہلوؤں کو پیش کر کے اس کی گندگی کو ظاہر کیا ہے۔

تذکرۃ الشہادتین: ۱۶؍اکتوبر ۱۹۰۳ء۔ جیسا کہ نام سے ظاہر ہے کہ اس کتاب میں حضورؑ نے سیّد الشہداء حضرت صاحبزادہ عبداللطیفؓ صاحب اور انکے شاگرد رشید حضرت میاں عبدالرحمٰن صاحب کی شہادت کا مفصل ذکر کیا ہے۔

سیرت الابدال: ۱۴؍دسمبر ۱۹۰۳ء۔ یہ ایک فصیح بلیغ مگر مشکل ترین عربی زبان کا ایک چھوٹا سا رسالہ ہے جو حضرت مسیح موعودؑ نے مولویوں کی عربی دانی کا امتحان لینے کے لیے تصنیف فرمایا تھا۔ اس رسالہ میں حضورؑ نے ابدال یعنی اولیاء اللہ کی علامات تحریر فرمائی ہیں۔

اشتہارات: اس سال حضورؑ نے چار اشتہارات شائع کیے جن کا مختصر تعارف اس طرح سے ہے۔

پہلا اشتہار ۱؍جنوری بروز عید شائع فرمایا جس میں حضور نے اس دن صبح پانچ بجے ہونے والے مندرجہ ذیل الہام کو شائع فرمایا

یبدیلک الرّحمان شیئا۔ اتی امر اللّٰہ فلا تستعجلوہ۔ بشارۃ تلقاھا النبیون۔ (ترجمہ) خدا جو رحمان ہے تیری سچائی ظاہر کرنے کیلئے کچھ ظہور میں لائے گا۔ خدا کا امر آرہا ہے تم جلدی نہ کرو۔ یہ ایک خوشخبری ہے جو نبیوں کو دی جاتی ہے"۔

نیز اسی بشارت کے سلسلہ میں فرمایا:-

"یہ پیشگوئیاں بآواز بلند پکار رہی ہیں کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی ایسا امر میری تائید میں ظہور ہونے والا ہے جس سے میری سچائی ظاہر ہوگی اور ایک وجاہت اور قبولیت ظہور میں آئے گی"۔

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم ص ۳۸۳)

دوسرا اشتہار "آریہ صاحبوں کے بعض اعتراضات کے جواب میں" کے زیرِ عنوان ہے جو کتاب "نسیم دعوت" میں درج ہے۔ اس اشتہار میں حضور نے عرشِ الٰہی، فرشتوں، خدا تعالیٰ کی صفات اور شفاعت کے متعلق ان کے چھ اعتراضات کے مدلّل اور مسکت جوابات تحریر فرمائے ہیں۔

تیسرا اشتہار ریویو اردو ماہ ستمبر ۱۹۰۳ء میں شائع ہوا ہے جن میں حضور نے جماعت کو انگریزی رسالہ "ریویو آف ریلیجنز" کی مالی امداد کی تحریک کی ہے۔ حضور افرادِ جماعت کو اس غرض کے لیے مال پیش کرنے کی تحریک کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"جو شخص ایسی ضروری مہمات میں مال خرچ کرے گا میں امید نہیں رکھتا کہ اس مال کے خرچ سے اس کے مال میں کچھ کمی آجائے گی بلکہ اس کے مال میں برکت ہوگی۔ پس چاہئے کہ خدا تعالیٰ پر توکل کر کے پورے اخلاص اور جوش اور ہمت سے کام کریں کہ یہی وقت خدمت گذاری کا ہے۔ پھر بعد اس کے وہ وقت آتا ہے کہ ایک سونے کا پہاڑ بھی اس راہ میں خرچ کریں تو اس وقت کے پیسہ کے برابر نہیں ہوگا"۔ (مجموعہ اشتہارات جلد سوم ص ۴۹۷)

چوتھا اشتہار حضور نے ۱۶؍اکتوبر ۱۹۰۳ء کو "ایک ضروری امر اپنی جماعت کی توجہ کیلئے" کے عنوان سے شائع فرمایا۔ اس اشتہار میں حضور اپنی جماعت کو دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی تاکید کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"........خدا اس جماعت کو ایک ایسی قوم بنانا چاہتا ہے جس کے نمونہ سے لوگوں کو خدا یاد آوے اور جو تقویٰ اور طہارت کے اوّل درجہ پر قائم ہوں اور جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم کیا"۔ (ایضاً ص ۵۰۴)

اس اشتہار میں حضورؑ نے مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کی مالی امداد کے لیے مخلصین جماعت کو دعوت دی ہے۔ حضور فرماتے ہیں:-

"میری دانست میں اگر یہ مدرسہ قادیان کا قائم رہ جائے تو بڑی برکات کا موجب ہوگا اور اس کے ذریعہ سے ایک فوج نئے تعلیم یافتوں کی ہماری طرف آسکتی ہے..... اگر بیس طالب علموں میں سے ایک بھی ایسا نکلے جس کی طبیعت دینی امور کی طرف راغب ہو جائے اور وہ ہمارے سلسلہ اور ہماری تعلیم پر عمل کرنا شروع کرے تب بھی میں خیال کروں گا کہ ہم نے اس مدرسہ کی بنیاد سے اپنے مقصد کو پالیا"۔ (ایضاً صفحہ ۵۰۷)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علمِ کلام سے زیادہ سے زیادہ مستفید ہونے اور حضرت مسیح موعودؑ اور خلفاء کرام کے بابرکت ارشادات پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ آمین

سرمایہ کاری، سود اور اسلام

حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضور انور کی یہ مجلس سوال وجواب رسالہ ریویو آف ریلیجنز کے فروری ۹۴ء میں شائع ہوئی تھی۔ اب قارئین کے استفادہ کے لیے اس کا اردو ترجمہ ادارہ کی طرف سے پیش کیا جارہا ہے۔

مجلس سوال وجواب، ناصر باغ، جرمنی منعقدہ ۱۱ ستمبر ۱۹۹۳ء

سوال:-اسلام میں دولت کے محدود کرنے کی بجائے اس کے circulation پر زور دیا گیا ہے۔ اسلام کا شاک مارکیٹ کے سرمایہ کاری نظام میں رقم لگانے کے بارے میں کیا نظریہ ہے؟

جواب: اسلام کا اقتصادی نظام ایک مختلف اصول پر مبنی ہے اور آپ کو اپنے سوال کے جواب سے پہلے اس نظام کو سمجھنا ہوگا۔ معیشت کی Working Machinery میں سرمایہ لگانے کے دو طریق ممکن ہیں- یہ کہ سرمایہ کو گردش میں رکھا جائے تا کہ یہ معیشت کے پہیوں کے چلنے میں معاون ثابت ہو۔

اس کا ایک طریق یہ ہے کہ سرمایہ کے ساتھ منافعہ دیا جائے تا کہ آپ سرمایہ نکال کر اُسے اپنی مرضی کے مطابق استعمال کریں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ معاشرہ میں دو ہتھیار بنائے گئے ہیں-- ایک طرف بڑے تاجروں کو کھینچا جاتا ہے اور دوسری طرف وسیع اور منتشر اطراف میں تمام معاشرہ کو کھینچا جاتا ہے۔ معاشرہ کے منافعہ کی رقوم سے سرمایہ نکالنے اور انہیں اقتصادی وسائل میں لگانے کے لیے بینکاری تاجروں کی ضرورت ہوتی ہے اور بینکاری تاجر لوگوں کی اپنے سرمایہ پر منافعہ حاصل کرنے کی خواہش پر کام کرتے ہیں۔ اس سرمایہ کاری نظام کے متعلق جو سب سے بنیادی اصول لاگو ہوتا نظر آتا ہے وہ یہ ہے کہ دولت بچے پیدا کرتی ہے یعنی بالواسطہ اور دولت پیدا کرتی ہے۔ ایسا خیال کیا جاتا ہے کہ اس کے اندر ہی یہ خصوصیت موجود ہے۔

اسلام اس نظریہ کو رد کرتا ہے۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ایک شخص سے جس نے آپ سے سود کے متعلق سوال کیا تھا، دریافت فرمایا: ''کیا تمہاری دولت بچے پیدا کرتی ہے''؟ یعنی اگر تم اُسے بیکار پڑا رہنے دو تو کیا اس سے بڑے بڑے مزید دولت پیدا ہوسکتی ہے؟ بیشک اس کا جواب نہیں ہے۔ اس سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ اسلام دولت کو معیشت کا بے حس جُزو قرار دیتا ہے۔ بے شک ایک جز، مگر ایک بے حس جو مثبت اور منفی دونوں کردار ادا کرسکتا ہے جس کا انحصار اس کو خرچ کرنے والے شخص پر ہے۔ لہٰذا اس دولت کے نتائج نکلنے سے قبل اس کو انسانی اقدار سے منسلک ہونا پڑے گا۔ اگر وہ اقدار منفی اقدار ہونگی اور اگر دولت غیر ذمہ دار افراد کی دسترس میں ہے، تو وہ دولت ضائع ہوجائے گی اور تمام تر سرمایہ ضائع ہوجائے گا۔ دیگر معاملات میں اگر دولت کو استعمال کرنے والے یا اس دولت پر سود کمانے والے اتنے عقلمند ہیں کہ وہ اسے معیشت کے مفاد میں لگاتے ہیں۔ تو وہ اس سے فائدہ اٹھائیں گے۔ لیکن ایسے شخص کا فائدہ جو دولت بینکوں میں جمع کراتا ہے، محدود اور مقرر شدہ ہوگا، نتائج سے اس کا تعلق نہیں ہوگا۔ اگر ایک شخص آپ سے سود کی شرط پر رقم حاصل کرتا ہے، اور پھر تمام رقم گنوا دیتا ہے، تو اُسے یا تو تمام عمر محنت کرکے اس کی ادائیگی کرنی ہوگی یا پھر خود کو دیوالہ اعلان کرنا ہوگا۔

گویا یہ نظام ہر قسم کے دھوکوں کو دعوت دیتا ہے جسے یورپ کی روزمرہ کی زندگی میں مشاہدہ کرتے ہیں۔ خاص طور پر انگلینڈ میں بہت سے دھوکہ باز اس نظام کو اپنے مفاد میں استعمال کرتے ہیں۔ وہ لوگوں کا پیسہ کھا لیتے ہیں اور پھر خود کو دیوالیے اعلان کردیتے ہیں۔ اور انکے ساتھ ہی لاکھوں لوگوں کی معاشیات ڈوب جاتی ہیں۔

اسلام دولت سے مزید دولت بننے کے اصول پر یقین نہیں رکھتا۔ اسلیے اسلام Share holding حصہ داری کی تائید کرتا ہے۔ ایک ایسا معاہدہ جس میں رقم قرض دینے والا اسکے نتیجہ میں حصہ دار ہوگا۔ اگر نتیجۃً نقصان اٹھنا پڑتا ہے تو وہ نقصان برداشت کرے گا اور اگر اس میں فائدہ ہوتا ہے تو وہ بھی منافعہ میں سے حصہ لے گا۔

اس کے لیے قرض دینے والے کو بہت ہی محتاط رنگ میں فیصلہ کرنا ہوگا اور اقتصادیات میں ایمانداری اور سالمیت کے اعلیٰ ترین معیار کی ضرورت ہوگی، بصورتِ دیگر یہ نظام کام نہیں کرسکتا۔ اسطرح معاشرہ کے لیے اس میں فائدہ ہے۔ وہی لوگ منڈی میں برقرار رہیں گے جو ایماندار ہیں اور جو اپنی دیانتداری کے لیے مشہور ہیں۔ باقی لوگ کلیۃً صاف کردیے جائیں گے۔ یہی اسلامی نظریہ ہے۔

تاہم سوال کے دوسرے حصہ کا جواب تشنۂ تکمیل ہے، ''اسلام کس طرح سرمایہ کو معاشی وسائل میں صَرف کرنے پر زور دیتا ہے''؟

اسلام بیکار پڑے مال پر لگاتار بڑھنے والا جُرمانہ لگانے کا طریق

استعمال کرتا ہے۔ گویا اسلام کے مطابق سرمایہ معیشت کے پہیے چلانے کے لیے بنایا گیا ہے اور کسی کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ سرمایہ کو روکے۔

اس پہلو سے سرمایہ قوم کی اجتماعی ملکیت ہے۔ یہ کبھی ایک انفرادی ملکیت ہو سکتا ہے جب یہ کوئی مقصد پورا کر رہا ہو۔ جب یہ بیکار ہوتا ہے تو اس پر جرمانہ لگانا چاہیے۔ اسلام کا نظام زکوۃ وہی جُرمانہ ہے جو بیکار مال پر لگایا جاتا ہے۔ اسلام میں اگر افراد پر ملکیت سرمایہ کی اقتصادی کام میں استعمال نہیں ہو رہا ہے، تو اس فرد کے لیے وہ سرمایہ قدر و قیمت میں کم ہو جاتا ہے، یعنی سرمایہ کو روکنے والے اسکے روکے رکھنے کی قیمت ملک کو ادا کرتے ہیں۔ اس طرح سے اُنہیں مجبور کیا جاتا ہے کہ وہ اُسے معیشت میں لگائیں اور وہاں جیسا کہ پہلے ہی واضح کیا جاچکا ہے، اس کے لیے اچھے لوگوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ بہت زیادہ ایماندار، زیادہ مستعد اور زیادہ قابل لوگ جو اس سرمایہ کا صحیح استعمال کر سکیں۔

اب اگر آپ اسلام کی تاریخ کی طرف رجوع کریں، تو آپ کو پتہ چلے گا کہ سب سے زیادہ ایماندار لوگ ہی سب سے بڑے "سرمایہ کار" تھے یعنی وہ لوگ جنہوں نے سرمایہ کو معیشت کی بھلائی میں صرف کیا۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ بھی جو اسلام کے بہت ہی ممتاز فقیہ ہیں اور جنکے قوانینِ فقہ پر آج سب سے زیادہ مسلمان عمل کرتے ہیں، ایک زیرک تاجر تھے، لوگ اُن کی طرف پیسہ پھینکا کرتے تھے۔ کچھ لوگ اُنکے دروازہ پر پیسوں سے بھری تھیلیاں اس تحریر کے ساتھ چھوڑ دیتے تھے کہ "خدا کے لیے استعمال کریں اور ہمیں منافعہ میں شریک کریں"۔ چنانچہ اگر وہ اس رقم کو استعمال کرتے تھے تو اس کے منافعہ کو بھی تقسیم کرتے۔ اکثر لوگوں نے اُن کی ذہانت اور انکے تجربہ سے فائدہ اُٹھایا اور ایسا ہی بہت سے دیگر معاملات میں ہوا۔ اسلام کے اقتصادی نظام نے دیانتداری کی تائید کی جبکہ اس کے برعکس بے ایمانی اور دھوکے کی گنجائش کو موجودہ نظام کی تائید حاصل ہے۔

تاہم، میرا خیال یہ ہے کہ ایک خاص زاویہ سے سوال کی تحقیق ضروری ہے۔ موازنہ کرنے پر ان دونوں نظاموں کی برتری یا نقصانات، اقتصادی بحران میں ہی منظرِ عام پر آتے ہیں جیسا کہ ہم نے حال ہی میں برطانیہ دیکھا ہے۔ وہ کمپنیاں جو سود پر قرض لیکر چلائی جاتی ہیں، اقتصادی بد حالی کے دنوں میں وہ لازماً بند ہو جائیں گی۔ انکے لیے بقا کا کوئی امکان نہیں کیونکہ انہیں اپنی جیب سے ادائیگی کرنی ہوگی۔ باوجود اس کے کہ وہ کچھ بھی کمائی نہ کر رہی ہوں اور جو رقم انہوں نے قرض پر لی تھی اس پر کچھ بھی فائدہ نہ اٹھا رہی ہوں۔ اسلام میں اسکے بالکل برعکس صورتحال ہے۔ اگر مقروض شخص کے ہاتھ میں سرمایہ بیکار پڑا رہتا ہے اور بحران کی وجہ سے پیداوار میں کمی کرنی پڑتی ہے، تب قرض دینے والے کو مقروض کے ساتھ برابر کا بوجھ اٹھانا پڑے گا۔۔۔ قرض دینے والے کو کسی بھی قسم کی ادائیگی نہیں ہوگی۔ ایسی کمپنیوں کو کافی عرصہ اپنے آپ کو درست کرنے کو مل جاتا ہے جیسے بعض جانور سرما خوابی کرتے ہیں۔ چنانچہ اسلامی نظام تو سرما خوابی کا امکان مہیا کرتا ہے مگر مغربی سرمایہ دارانہ نظام میں اس کے لیے کوئی انتظام نہیں ہے۔

سوال: ۔ اسلام سود کے استعمال سے کیوں روکتا ہے؟

جواب: ۔ یہ ایک مختصر سوال مگر ایک لمبے جواب کا متقاضی ہے اور میرا خیال ہے کہ اس مجلس میں ہمیں زیادہ وقت دستیاب نہیں ہے، کیونکہ میں سارا وقت محض ایک سوال کے جواب پر صرف نہیں کر سکتا۔ اگر چہ کہ یہ (جواب) مکمل نہیں ہوگا تاہم میں کوشش کروں گا کہ اطمینان بخش گو مختصر جواب دوں۔

یہ سوال کسی کی انفرادی ضرورت سے متعلق نہیں ہے۔۔۔ بلکہ سود اور اسلام میں اسکی مناہی ایک بہت ہی وسیع مضمون ہے جس کا آگے چل کر بہت بڑا اثر پڑتا ہے۔ وہ تمام اقتصادی نظام جو آجکل جو سود پر مبنی ہیں، سرمایہ داری نظام (Capitalist System) کہلاتے ہیں۔ ان سب میں اندرونی کمزوری ہے۔ صرف ایک ہی نہیں بلکہ متعدد اندرونی کمزوریاں جنسے بالآخر ہمیشہ ان لوگوں کو جو ان علاقوں میں رہتے ہیں، اُنکے خطرناک نتائج سے نقصان اُٹھانا پڑتا ہے۔ چاہے وہ سیدھے سیدھے اس نظام سے منسلک ہوں یا نہ ہوں۔ میں اس مسئلہ پر مفصل تو بیان نہیں کر سکتا مگر اپنے نقطہ کو واضح کرنے کے لیے ایک مثال دے سکتا ہوں۔

ایک معاشرہ جو سود پر قرض لیتا ہے وہ اپنے مستقبل کو حال میں ہی خرچ کرنے کی اجازت حاصل کر لیتا ہے۔ ہوتا یہ ہے کہ مثلاً ایک عالیشان کار، ایک عمدہ ہوٹل، ایک گھر یا کوئی دوسری شان و شوکت کا سامان خریدنے کے لیے رقم کی ضرورت ہوتی ہے، میری تنخواہ کی شرح تو بہت کم ہے لیکن میری بے صبری حد سے باہر ہے۔ اور میں اس وقت کا انتظار نہیں کر سکتا کہ میں پیسہ کما کر اپنی خواہش کو پورا کروں؛ چنانچہ سود پر مبنی نظام یا سودی نظام بینک سے قرض لینے کی سہولت دیتا ہے۔ دراصل میں جو کر رہا ہوں وہ یہ ہے کہ میں اپنا مستقبل ہی قرض لے رہا ہوں، چنانچہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ میں مزید غریب ہو جاؤں گا اور ایک وقت ایسا آئے گا کہ میرے لیے اس قرض کو اٹھانا ناممکن ہو جائے گا جو میں نے خود اپنے پر لادا تھا۔ لہٰذا یہ محض کوئی انفرادی مسئلہ نہیں ہے۔۔۔ آگے چل کر یہ ایک قومی مسئلہ بن جاتا ہے جو لگاتار خطرناک سے خطرناک صورت اختیار کرتا رہتا ہے۔

جو صنعتیں اس نظام پر چلتی ہیں دراصل وہ روزمرہ یا سال بھر کی ضرورتوں کو پورا کرتی ہیں، اور ایک ایسی ضرورت پر پھیلتی ہیں جو قدرتی نہیں ہوتی بلکہ

جسکی بعاونی طور پر حمایت کی جاتی ہے۔کچھ عرصہ بعد قوتِ خرید محدود ہو جاتی ہے اور آہستہ آہستہ یہ تعطّل کے نقطہ پر پہنچ جاتی ہے۔تمام ملک کی قوّتِ خرید بہت کم ہو جاتی ہے اور تمام ملک کے لیے قرض کے بوجھ کو اتارنا بہت بڑا مسئلہ بن جاتا ہے۔صنعتوں کو اور اسی طرح تجارت کو اس سے بھاری نقصان ہوتا ہے اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اقتصادی بحران ظاہر ہو جاتا ہے۔

اب وہ ممالک جہاں بیرونی تجارت کے امکانات ہوتے ہیں، وہ بحران کے اس وقت میں وہ اُن کے کام آتے ہیں اور وہ تھوڑے ہی عرصہ میں اس سے اُبر آتے ہیں۔لیکن جب بہت سے ترقی یافتہ ممالک ایک ہی وقت میں بحران کا شکار ہو جاتے ہیں تو ایسی باطل اقتصادیات کی مدد کرنا ناممکن ہو جاتا ہے۔حال ہی میں برطانیہ میں ظاہر ہونے والے مالی بحران کے متعلق میں نے Queen Elizabeth II Hall میں اپنے خطاب میں پیشگوئی کی تھی۔جہاں میں نے واضح طور پر کہا تھا کہ ان کا سودی نظام ان کو انکے خیال سے بھی زیادہ گہری مشکلات میں ڈال دیگا۔اور بعینہٖ یہی ہوا اور یہ مسئلہ مزید شدّت اختیار کرے گا۔

مشرقی یورپ میں سیاسی اختلافات کی وجہ سے مغربی یورپ کا بحران بعض ایسی وجوہات کی بناء پر عارضی طور پر ٹھہر گیا ہے جنکی تفصیل میں میں جانا نہیں چاہتا۔تاہم یہ ظاہر ہوگا۔غیر ملکی منڈیاں محدود رہیں گی۔اُنکی قوتِ خرید بھی کم ہو رہی ہے۔افریقہ کا خون اتنے بڑے پیمانہ پر چوسا جا رہا ہے کہ اب وہ Anaemia (خون کی کمی کی بیماری-مترجم) کا شکار ہے۔وہ بھی ایسا جو نہایت ضرر رساں ہے۔

اگر یورپ میں مزید پانچ سال کے دوران بیرونی منڈیاں حاصل کرنے کی دوڑ کا اندازہ لگایا جائے تو آپ اس سے بخوبی اندازہ لگائیں گے کہ یہ مسئلہ کتنی شدّت اختیار کرے گا اور کسقدر خطرناک ثابت ہوگا۔خود جرمنی اپنی اقتصادیات کو درست کرنے کے دور سے گذر رہا ہے اور مشرقی جرمنی سے بڑی تعداد میں آنے والے جرمنوں کو پناہ دے رہا ہے۔اُنمیں بہترین علم رکھنے والے اور ماہر بھی ہیں جن سے ماضی میں بہت کم تنخواہ پر کام لیا گیا ہے۔اب وہ مغربی جرمنی کی اقتصادیات کا ایک حصہ ہیں اور انکے برابر کھڑے ہیں۔لہٰذا ابتدائی shock کے بعد پیداوار کی شرح اس قدر تیزی سے بڑھے گی کہ باقی یورپ اس بڑھتی ہوئی جرمنی معیشت کے امکانی منظر کو دیکھ کر خود کو لرزتا ہوا پائے گا۔اور پھر جلد ہی بیرونی منڈیوں کی تلاش کی دوڑ شروع ہو جائے گی۔

اسی طرح رُوس موجودہ رُوس کی طرح نہیں رہے گا جو ابھی بھی کمیونسٹ نظام کے خاتمہ کے بعد اُس کے اثرات سے دوچار ہے۔رُوس اپنے آپ کو دوبارہ اکٹھا کر رہا ہے۔اسکی اقتصایات بھی جلد بحال ہو جائیں گی۔رُوس کی موجودہ حالت ہمیں Milton کی عظیم الشان تخلیق Paradise Lost کی یاد دلاتی ہے، جسمیں شیطانوں کی افواج جنت پر دوبارہ قبضہ کرنے میں ابتدائی ناکامی کے بعد دوبارہ اکٹھا ہوتی ہیں۔اس لیے رُوس کو ہمیں مقابلہ سے باہر نہیں سمجھنا چاہئے۔

USSR ایک بہت بڑا ملک ہے یا یوں کہیں کہ بہت سے ممالک ہیں جو آپس میں جڑے ہوئے ہیں، اُنکی اقتصادیات بہت سے یورپی ممالک سے بھی زیادہ مستحکم ہونے کی طاقت رکھتی ہیں۔ایک دفعہ انہوں نے نئے سرے اپنی گروپ بندی کرنے کا عرصہ گزار لیا اور اپنے نظام کو سرمایہ داری نظام سے بدل لیا تو پھر جرمنی کی طرح واقعات کا تسلسل رونما ہوگا۔اس لیے اب یورپ کا تصوّر کرو جسمیں قوتِ خرید کم اور اقتصادی مسائل اور آپسی مقابلہ بہت زیادہ ہوگا۔ایسا بحران ہمیشہ جنگ کا پیش خیمہ بنتا ہے اور یہ ایک ایسا بنیادی اصول ہے جس کا کبھی انکار نہیں کیا جا سکتا۔

اسی لیے قرآنِ کریم سودی نظام کی تردید کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ اگر تم سُودخوری سے باز نہیں آؤ گے تو پھر اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ، اس کا مطلب یہ ہے کہ آسمانی نظام تمہارے خلاف ہو جائے گا اور تمہیں لازماً جنگ جیسی صورتحال میں داخل ہونا ہوگا۔لہٰذا یہ مختصر ترین جواب ممکن ہو سکتا تھا جو میں دے سکا ہوں اگرچہ کہ ابھی بھی بہت کچھ کہنے کو باقی ہے۔

LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE

NASIR SHAH

GANGTOK - SIKKIM

Watch Sales & Service

All Kind of Electronics

Export & Import Goods &V.C.D and

C.D Players are Available Here

Near Ahmadiyya Mission Gangtok

Ph: 03592 - 26107

03592 - 81920

داستان درویش بزبانِ درویش

محترم شیخ عبد الحمید صاحب عاجز سابق ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ قادیان

خاکسار کو خود اپنے متعلق لکھنے میں کافی حجاب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نومبر ۱۹۴۶ء میں زندگی وقف کرنے کی توفیق بخشی اور پھر اپنے فضل سے درویشی دور میں شامل ہو کر ثابت قدمی کی سعادت عطا فرماوی۔ الحمد للہ۔ مستقبل کا مؤرخ جب جماعتی تاریخ اور درویشی دور کا ذکر کرے گا تو شاید کسی نہ کسی کونہ میں خاکسار کا نام بھی آسکے۔ خاکسار کی کتاب ''کچھ باتیں کچھ یادیں'' میں جو حالات درج ہیں انہیں میں سے کچھ باتیں ذیل میں تحریر کی جاتی ہیں۔

خاکسار کی پیدائش فروری ۱۹۲۰ء میں موضع دھرکوٹ رندھاوا ضلع گورداسپور میں ہوئی۔ خاکسار کے والد محترم شیخ محمد حسین صاحب مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ جنوری ۱۹۰۷ء میں جبکہ آپ قادیان میں تھے ایک روز جماعت کے ایک شدید مخالف سعد اللہ لدھیانوی کی وفات کی خبر پر حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ہمیں کسی کی موت سے خوشی نہیں ہوتی ہاں اس بات سے خوشی ہے کہ خدا تعالیٰ کی بات پوری ہوئی ہے۔

خاکسار کے والد صاحب محکمہ مال میں قانون گو تھے اور ۱۹۳۳ء میں بٹالہ تبدیل ہو کر آئے تھے۔ خاکسار نے بٹالہ بیرنگ ہائی اسکول سے ۱۹۳۵ء میں میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ اور ۱۹۳۹ء میں پنجاب یونیورسٹی لاہور سے بی اے پاس کیا۔ لاہور میں تعلیم کے دوران خاکسار کی رہائش احمدیہ ہوسٹل میں تھی جہاں اُن دِنوں محترم صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب مرحوم میڈیکل میں پڑھتے تھے۔ مکرم چوہدری حسین صاحب مرحوم امیر جماعت احمدیہ شیخوپورہ لاء میں تھے اور مکرم مولوی برکات احمد صاحب راجیکی مرحوم درویش خاکسار سے ایک سال پیچھے تھے۔ ۱۹۴۰ء میں خاکسار نے ملٹری اکاؤنٹس کے محکمہ میں ملازمت اختیار کر لی اور خاکسار کی تقرری فیروز پور آرسنل میں ہوئی جہاں اُن دنوں محترم پیر اکبر علی صاحب مرحوم ایڈوکیٹ صدر جماعت تھے اور محترم مرزا عزیز احمد صاحب مرحوم ضلع ADM تھے اور مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب بھی اکاؤنٹس کے محکمہ میں فیروز پور میں ملازم تھے جو بعد میں زندگی وقف کر کے مرکز میں آگئے اور آج کل وکیل المال تحریک جدید ربوہ ہیں۔

خاکسار کا تبادلہ جولائی ۱۹۴۳ء میں لاہور کے ہیڈ آفس میں ہو گیا اور نظارت تعلیم کی خصوصی اجازت سے مئی ۱۹۴۵ء تک خاکسار احمدیہ ہوسٹل میں مقیم رہا۔ خاکسار کی شادی مئی ۱۹۴۵ء میں مکرم محمد طفیل صاحب مرحوم ممبر مرچنٹ لاہور کی دوسری صاحبزادی سلیمہ بیگم صاحبہ سے ہوئی اور خاکسار نے فضل پورہ گنج میں رہائش اختیار کی۔

خاکسار نے ابتداً ۱۹۴۴ء میں زندگی وقف کی تھی مگر اُس وقت حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خاکسار کو فرمایا تھا کہ فی الوقت ہم نئے گریجویٹ لے رہے ہیں نیز خاکسار اپنے آپ کو وقف سمجھے۔ خاکسار کی ملازمت مستقل نوعیت کی ہے اور محکمہ ترقی والا ہے۔ جب ضرورت پڑے گی بُلا لیا جائے گا۔ چنانچہ اس واقعہ کے جلد بعد خاکسار کو Sup. of Audit Office کے طور پر -/۵۰ روپے ماہوار زاید الاؤنس پر کام کرنے کا موقعہ مل گیا اور حضورؓ کی مبارک زبان سے نکلے ہوئے الفاظ پورے ہو گئے۔

نومبر ۱۹۴۶ء میں تحریکِ جدید کے مالی سال کے اعلان کے بعد خاکسار نے دوسری مرتبہ اپنے آپ کو پیش کیا جس پر حضورؓ کی طرف سے خاکسار کو قادیان آنے کا ارشاد موصول ہوا اور خاکسار جنوری ۱۹۴۷ء میں بطورِ واقف زندگی حاضر ہو گیا۔ اور حضورؓ نے خاکسار کا تقرر بطور نائب ناظر بیت المال خدمت کرنے کا ارشاد فرمایا۔

اُن دنوں چندہ حفاظت مرکز کی ہنگامی تحریک جاری تھی خاکسار کے سپرد بیت المال کے عمومی کاموں کے علاوہ چندہ حفاظت مرکز کی تحریک کا کام بھی کیا گیا جس کی خصوصی نگرانی خود حضورؓ فرماتے تھے۔ ہر روز دفتر بند ہونے سے قبل یہ رپورٹ حضورؓ کی خدمت میں پیش کرنی ہوتی تھی کہ آج کس قدر نئے وعدے ملے۔ کسقدر وصولی ہوئی اور تا تاریخ وعدوں اور وصولی کی پوزیشن کیا ہے۔ اس رپورٹ کو تیار کر کے حضورؓ کی خدمت میں پیش کرنے میں روزانہ تقریباً شام ہو جاتی اور مغرب کی نماز مسجد مبارک میں ادا کرنے کا موقعہ ملتا تھا۔ ایک روز آخری ڈاک میں آنے والے وعدے کم تھے اور ہم

نے عصر کے معاً بعد رپورٹ تیار کر کے دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں بھجوا دی اور خاکسار محلہ دارالفضل میں گھر چلا گیا رات کے ۹ بجے دفتر .P.S کا ایک کارکن آیا کہ حضورؓ یاد فرماتے ہیں۔ جب خاکسار فوراً دفتر .P.S میں پہنچا تو مکرم میاں محمد یوسف صاحب مرحوم پرائیویٹ سیکرٹری نے گھبراہٹ کے عالم میں بتایا کہ آپ کی رپورٹ کے بارے میں حضور دو مرتبہ دریافت کر چکے ہیں کہ نہیں آئی۔ فوری طور پر بیت المال کے کارکن جس کے ہاتھ رپورٹ ارسال کی گئی تھی اُسے بلایا گیا تو اُس نے بتایا کہ نمازِ عصر کے بعد جب وہ رپورٹ لیکر حاضر ہوا تھا تو میاں محمد یوسف صاحب دفتر سے باہر تھے اُن کے فلاں کارکن نے رپورٹ لیکر اُن کے میز کے گتہ کے نیچے رکھدی تھی چنانچہ رپورٹ مل گئی اور حضورؓ کی خدمت میں پیش کر دی گئی۔ اس واقعہ کے بیان سے میرا مقصد یہ ہے کہ حضورؓ کس قدر باقاعدگی اور فکرمندی کے ساتھ جماعتی کاموں کی نگرانی فرمایا کرتے تھے۔ ۱۹۴۷ء میں ملک کے سیاسی حالات بہت تیزی سے بدلے اور ملک کی آزادی کے ساتھ بارڈر کے ہر دو جانب ناقابل بیان ظلم و ستم کے واقعات گذرے۔

مقاماتِ مقدسہ کی آبادی

خدمت اور حفاظت کے لیے تین سو تیرہ افراد بحیثیت درویش قادیان میں مقیم رہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ دراصل ان مقاماتِ مقدسہ کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ہماری حفاظت فرمائی۔ ان پر آشوب اور درد انگیز حالات کا اندازہ کچھ وہی لوگ لگا سکتے ہیں جن کو ان سے گذرنا پڑا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کمال حکمت و فراست سے قادیان کی احمدیہ آبادی کی ہر ممکن حفاظت کے ساتھ نقلِ مکانی کا ایسا اعلیٰ انتظام فرمایا کہ کم از کم جانی اور مالی نقصان ہو۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اَمارت اور نگرانی کے ماتحت محترم ملک غلام فرید صاحب ایم اے، مکرم ملک صلاح الدین صاحب اور خاکسار کی ڈیوٹی رہی۔ آپ کے متعلق خطرہ پیدا ہونے پر پہلے حضرت مرزا عزیز احمد صاحب اور پھر مکرم مولوی عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر مقامی اور محترم مرزا ظفر احمد صاحب ناظر اعلیٰ مقرر ہوئے اور خاکسار کا تقرر بطور ناظر بیت المال کے ہوا اور مکرم مولوی برکات احمد صاحب راجیکی مرحوم ناظر امورِ عامہ مقرر ہوئے۔

دورِ درویشی کے ابتدا میں نمازِ تہجد کا باجماعت انتظام تھا جس کے لیے بابا مولا بخش صاحب باورچی مرحوم اور اُس کے بعد سید شریف شاہ صاحب سیالکوٹی مرحوم التزام کے ساتھ تہجد کے وقت اُٹھایا کرتے تھے۔

شروع درویشی دَور میں پاکستان سے زخم خوردہ آنے والے غیر مسلم مہاجرین جماعت کے مخالف تھے۔ غیر مسلم طبقہ نے قریباً ایک ماہ ہمارے ساتھ سوشل بائیکاٹ رکھا مگر وقت کے ساتھ ساتھ ہماری طرف سے ہمدردی اور تعاون کو دیکھتے ہوئے غیر مسلم شرفاء اور عوام نے قدرتی طور پر اچھا اثر لیا اور برملا ہمارے حق میں خیالات کا اظہار کیا۔

قادیان سے پہلی مرتبہ بٹالہ آمد و رفت اپریل ۱۹۴۹ء میں ہوئی جبکہ ضلع کے DC اور SP کی منظوری سے مقامی پولیس چوکی کے انچارج اور دو سپاہی ہمارے ساتھ بطور حفاظتی اسکورٹ کے گئے۔ خاکسار کے ساتھ مکرم مولوی برکات احمد صاحب راجیکی مرحوم، مکرم فضل الٰہی خان صاحب مرحوم او محترم ملک صلاح الدین صاحب تھے۔ شروع ۱۹۵۰ء سے جب بھی ہم کو بٹالہ، امرتسر یا گورداسپور جانا ہوتا تو ہم کو پولیس چوکی کی طرف سے ایک سپاہی مل جاتا۔ بعد ازاں ہماری آزادانہ آمد و رفت شروع ہوگئی۔ ۱۹۵۰ء میں ہی خاکسار اور مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی مرحوم نے شاہ جہان پور کا سفر جہاں ملکی جائیداد مکرم فدا حسین صاحب مرحوم کا جائزہ لیا تھا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد کے ماتحت قادیان کی آبادی کو نارمل بنانے کے لیے درویشان کی گیارہ فیملیز جو ۲۶ افراد پر مشتمل تھیں پرمٹ سسٹم پر قادیان آگئیں۔ اس غرض کے لیے حکومت ہند سے اجازت کے لیے خاکسار اور مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل مرحوم کو شروع جون میں جناب رفیع احمد صاحب قدوائی اور محکمہ بحالیات کے وزیر شری اجیت پرشاد جین سے ملنا پڑا۔ فیملیز کے اسی گروپ میں خاکسار کی اہلیہ اور ایک بچی بھی تھی۔ بعد ازاں پاکستان سے درویشان کے اہل و عیال Long term Visa پر قادیان آتے رہے اور یہاں پر اُنکی شہریت کی کارروائی ہوتی رہی۔ نیز حضورؓ کے ارشاد پر بعض غیر شادی شدہ درویشان کی شادیاں ہندوستان کے مختلف صوبوں میں ہونے لگیں اور کچھ مہاجر فیملیز یہاں آکر آباد ہوئیں۔ جیسا کہ اُوپر ذکر ہو چکا ہے آمد و رفت کے خطرات تو وسط ۱۹۵۰ء میں باقی نہیں رہے تھے۔ مگر جماعت احمدیہ قادیان مشکلات سے متواتر دوچار ہوتی رہی گو مشکلات کی نوعیت بدل گئی تھی۔

چنانچہ ستمبر ۱۹۵۰ء میں صدر انجمن احمدیہ کی ملکیتی جائیدادوں کے متعلق محکمہ کسٹوڈین کی طرف سے نوٹس ملا کہ کیوں نہ اُن کو Evacuated Property تصور کیا جائے نیز بنکوں میں صدر انجمن احمدیہ کی رقوم تا آئندہ فیصلہ freeze کر دی گئیں۔ صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے تمام صورتِ حال حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پیش کر کے دعا اور راہنمائی کے لیے عرض کیا گیا۔ حضورؓ کی طرف سے ارشاد موصول ہوا کہ مقدمہ کی پیروی کے لیے رانچی بہار کے احمدی وکیل سید محی الدین احمد کے پاس جائیں۔ چنانچہ صدر انجمن احمدیہ کے فیصلہ کے مطابق خاکسار نے رانچی جا کر جب

اپنی آمد کا مقصد بیان کیا تو محترم سیّد صاحب نے فرمایا کہ You are God sent۔ اِس کے بعد اُنہوں نے اپنی ایک خواب سنائی کہ چند روز قبل اُنہوں نے خواب میں حضرت مصلح موعودؓ کو ایک بڑے جلسہ میں دیکھا کہ حضورؓ نے اُن کو بلا کر ایک فائل سپرد کی ہے۔

سیّد صاحب نے بڑے جذبہ سے فرمایا کہ آپ وہ فائل لیکر آئے ہیں جو اُن کو خواب میں دکھائی گئی ہے۔ اِس لیے بغیر کسی معاوضہ کے وہ اِس کیس کو ہر دوسرے کام پر مقدم رکھتے ہوئے سرانجام دیں گے۔ چنانچہ سیّد صاحب نے کمال قانونی لیاقت سے گورنمنٹ کے نوٹس پر ایک بنیادی اور اصولی اعتراض اٹھایا جس کا خلاصہ یہ تھا کہ صدر انجمن احمدیہ ایک رجسٹرڈ مذہبی اور خیراتی ادارہ ہے جو ۱۹۰۶ء میں رجسٹرڈ ہے اور لگاتار ۱۹۴۷ء اور اُس کے بعد سے کام کر رہا ہے۔ ممبران کی تبدیلی سے انجمن Evacuate قرار نہیں دی جاسکتی۔ اِس کے ممبران کی فہرست رجسٹرار پنجاب کے پاس لگاتار ہر سال ۱۹۴۷-۴۸-۴۹-۵۰ء میں بھجوائی جاتی رہی ہے۔ صدر انجمن By Law اور رجسٹر ریزرولیشن موجود ہیں۔ اِس لیے اِسے تخلیہ قرار نہیں دیا جاسکتا۔ چنانچہ ۱۹۵۳ء میں آخری بحث کے بعد کسٹوڈین کی عدالت نے انجمن کے وجود کو تسلیم کرتے ہوئے بنکوں کی رقم پر قانون پابندی اُٹھا دی اور فیصلہ کیا کہ انجمن اپنی جائیدادوں کا حق ملکیت کا ثبوت پیش کر کے واپس لے سکتی ہے۔ مقدمہ کسٹوڈین کا فیصلہ ہمارے حق میں ہو جانے کے بعد صدر انجمن احمدیہ کی جائیدادوں کی ملکیت کی دستاویزات تلاش اور مہیا کرنے میں کافی عرصہ لگا۔ کاغذات مال کی نقول تلاش کرنا۔ رجسٹروں کی نقول اور میونسپل ریکارڈ حاصل کرنے کے سلسلہ میں محترم ملک صلاح الدین صاحب نے مکرم فضل الٰہی خان صاحب مرحوم، مکرم چوہدری محمد طفیل صاحب پٹواری مرحوم اور بعض دیگر کارکنان کے تعاون سے کافی کاوش کی۔ ۱۹۵۳ سے ۱۹۵۶ء تک جب صدر انجمن احمدیہ قادیان کی جائیدادوں کے ثبوت محکمہ کسٹوڈین میں داخل کروا دیے گئے تو چونکہ کالج، سکول، ہسپتال، کوٹھی دارالسلام اور دیگر متعدد جائیدادوں کے ناجائز قابض متاثر ہوتے تھے اس بناء پر جماعت کے خلاف ایک نئی سازش کے ماتحت احمدیہ ایریا اور دارالمسیح میں واقعہ جملہ مکانوں کے متعلق محکمہ کسٹوڈین کی طرف سے ایک نیا نوٹس جاری کیا گیا کہ اِن جائیدادوں کا دس سالوں کا کرایہ اَدا کیا جائے اور ان مکانوں کو کیوں نہ بذریعہ عام نیلامی فروخت کر دیا جائے۔ اس نوٹس کے پسِ پردہ یہ بات کارفرما نظر آتی تھی کہ جماعت احمدیہ احمدیہ ایریا کے تحفظ کے لیے اپنی جائیدادوں کی واپسی کا مطالبہ چھوڑ دے گی۔ ہمارا موٴقف یہ تھا کہ یہ ایریا مساجد، مہمان خانہ اور بہشتی مقبرہ سے ملحق ہونے کی وجہ سے ۱۹۴۷ء سے ہی مقدس ایریا کے طور پر ہمیں الاٹ کیا گیا تھا اور ہم مالک ہونے کی حیثیت سے اِن کا میونسپل ٹیکس ادا کرتے چلے آرہے ہیں اور ہزارہا روپے اِن کی مرمّت پر خرچ کیے ہیں لہٰذا اِن کو Evacuee Act سے مستثنٰی رکھا جائے۔ حکومت کے اِس نوٹس کا علم جب ہندوستان اور بیرونِ ہند کی جماعتوں کو ہوا تو حکومت کے نام تشویش کی چٹھیاں اور میمورنڈم آنے شروع ہو گئے اور ہم نے وزیرِ اعظم ہند پنڈت جواہر لال نہرو سے مرکزی وفد کی ملاقات کا وقت لینے کے لیے لکھا چنانچہ موٴرخہ ۱۹۵۶/۴/۳۰ کو ہمارے وفد کو ملاقات کا وقت ملا۔ رانچی کے محترم سید محی الدین صاحب ایڈوکیٹ مرحوم وفد کے چیف spokesman تھے۔ دیگر ممبران محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب، محترم سیٹھ محمد اعظم صاحب آف حیدرآباد مرحوم، مکرم مولوی بشیر احمد صاحب سابق مبلغ دہلی اور خاکسار تھے۔

محترم سیّد صاحب مرحوم نے جماعتِ احمدیہ کی موقف کی اچھی طرح وضاحت کی۔ پنڈت جی نے ہمیں یقین دلایا کہ احمدیہ ایریا کی جائیدادوں کو بذریعہ نیلامی فروخت نہیں کیا جائے گا۔ بلکہ ہمیں مشورہ دیا کہ چونکہ ان جائیدادوں کے مالکان چھوڑ چکے ہیں اِس لیے جماعتِ احمدیہ کو مستقل طور پر مالکانہ حقوق حاصل کرنے کے لیے اس ایریا کے مکانوں کی برائے نام ریزرو قیمت ادا کر دینی چاہیے۔ اِس موقعہ پر خاکسار نے عرض کیا کہ جن جائیدادوں کے متعلق نوٹس دیا گیا ہے وہ نہ صرف ہندوستان کے احمدیوں کے لیے بلکہ تمام دنیا کے احمدیوں کے لیے مقدس ہیں اور تقسیم ملک کے بعد ہمارے ذرائع آمد محدود ہو چکے ہیں اس لیے حکومت کو ریزرو قیمت اَدا کرنے کے لیے ہمیں خصوصی چندہ کی تحریک کرنی پڑے گی اور جوں جوں رقم آتی چلی جائے گی۔ ہم ادائیگی کرتے جائیں گے۔ طے شدہ قیمت کی ادائیگی کے لیے ہمیں لمبے عرصہ کی مہلت دی جانی مناسب ہوگی۔ اِس پر پنڈت جی نے وزیرِ بحالیات شری مہر چند کھنہ سے تفصیلات طے کرنے کے لیے کہا۔ اگلے روز ہمارے وفد کی اُن سے ملاقات ہوئی۔ حکومت کا ابتدائی مطالبہ مکانات احمدیہ ایریا گیارہ لاکھ روپیہ کا تھا مگر کافی نشیب و فراز کے بعد احمدیہ ایریا کی جائیدادوں کی قیمت مبلغ دو لاکھ چوبیس ہزار سات سو روپے (-/۲۲۴۷۰۰) طے پائی جو ۱۹۶۳ء سے ۱۹۶۸ء تک پانچ سالانہ مساوی اقساط میں ادا کر کے تمام جائیدادیں صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام باقاعدہ رجسٹری کروائی گئیں۔ الحمد للہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس اہم پیچیدہ معاملہ کو بخیر و خوبی حل کرنے کی توفیق بخشی۔ مبلغ گیارہ لاکھ روپے کے ابتدائی مطالبہ کے سے -/۲۲۴۷۰۰ کس طرح طے پائی اس کی تفصیل طوالت کے خوف سے نظر انداز کرتا ہوں۔

خاکسار کی والدہ صاحبہ ۲۱/۲/۵۳ کو شیخوپورہ میں فوت ہوئیں اور خاکسار بوجہ پاسپورٹ نہ ہونے کے وہاں نہ جاسکا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

خاکسار کے والد صاحب صحابی اور موصی تھے۔ اُن کی خواہش تھی کہ وہ اپنی زندگی کے آخری سال قادیان میں میرے پاس گذاریں خاکسار اُن کو دو مرتبہ قادیان بھی اپنے ہمراہ لایا مگر توسیع ویزا کی مشکلات کے باعث اُن کو واپس لوٹنا پڑا اور وہ بھی شیخوپورہ میں مؤرخہ ۵۸-۳-۱۸ کو وفات پا گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ خاکسار کی والدہ صاحبہ اور والد صاحب ہر دو موصی تھے اس لیے بہشتی مقبرہ ربوہ میں اُن کی تدفین عمل میں لائی گئی۔ اس قسم کے حادثات سے قادیان کے اکثر درویشان کو گذرنا پڑا مگر بفضلہ تعالیٰ سب نے صبر کا نمونہ پیش کیا۔

مؤرخہ ۵۵-۱۱-۲۸ کو خاکسار لاہور اور ربوہ گیا، ۵۵-۱۱-۲۹ کو حضورؒ کے ساتھ بعد نماز عصر ملاقات ہوئی۔ محترم میاں غلام محمد صاحب اختر ناظر دیوان ربوہ میرے ساتھ تھے۔ مؤرخہ یکم دسمبر کو حضرت اقدسؒ نے از راہِ نوازش خاکسار کو دوپہر کے کھانے پر مدعو فرمایا۔ میرے علاوہ اس روز ماریشس کے چار معزز مہمان بھی حضورؒ کے ساتھ کھانے پر مدعو تھے ان کے نام یہ ہیں۔ محترم عظیم سلطان غوث صاحب، محترم عبدالرحیم سوکیا صاحب، محترم احمد یداللہ صاحب اور محترم عباس کالو صاحب نیز حضرت میاں شریف احمد صاحبؓ اور محترم ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب مرحوم اور محترم مرزا مبارک احمد صاحب بھی میز پر تھے۔ حضورؒ کے بعض چھوٹے صاحبزادگان مہمان نوازی کی خدمت سرانجام دے رہے تھے۔ حضور خاکسار سے ہندوستان کی جماعتوں کے چیدہ چیدہ افراد کے حالات دریافت فرماتے رہے۔ اس دعوت کی یاد ہمیشہ دل و دماغ میں تازہ رہتی ہے۔ خصوصاً جب کوئی ماریشس کا دوست ملتا ہے تو خاکسار کو اِس دعوت کا اعزاز تازہ ہو جاتا ہے۔ ۱۹۵۸ء تک کشمیر کی آمد و رفت میں غیر کشمیریوں کے لیے پرمٹ کی پابندی تھی جب یہ پابندی ختم ہوئی تو خاکسار اور مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی مرحوم نے جماعت ہائے کشمیر کا پہلا مالی دورہ کیا۔

اس دورہ میں کشمیر کے مقامی مبلغ مکرم حکیم محمد سعید صاحب اکثر جماعتوں میں ہمارے ساتھ رہے اس موقعہ پر جماعتوں کے چندوں کا بجٹ تقسیم کے بعد پہلی تشخیص کیا گیا۔ جماعتوں میں بیداری پیدا ہوئی۔

مؤرخہ ۶۵-۹-۵ کو خاکسار بطور ناظر بیت المال چندہ جات کے سلسلہ میں کلکتہ گیا ہوا تھا جس کے دو روز بعد مؤرخہ ۶۵-۹-۷ کو ہندو پاکستان کی لڑائی کی خبر سنی۔ اُن دنوں مکرم مولوی بشیر احمد صاحب مرحوم کلکتہ میں مبلغ انچارج تھے جماعتی مشورہ سے ہم ہر دو بذریعہ ہوائی جہاز دہلی آئے اور قادیان کی خیریت معلوم کرنے کی کوشش کی تو معلوم ہوا کہ قادیان میں مقیم بعض ہندوستانی شہریوں کی فیملیز کو حکومت پنجاب لدھیانہ جیل میں لے گئی ہے۔ یہ فیملیز پاکستانی پاسپورٹوں پر مستقل رہائش کے لیے قادیان آئی ہوئی تھیں اور ان کی شہریت کی منظوری کے کاغذات زیر کارروائی تھے۔

خاکسار اور مکرم مولوی بشیر احمد صاحب دہلوی مرحوم نے اپنے علاقہ کے ممبر پارلیمنٹ شری ڈی سی شرما کے ہمراہ ہوم منسٹر شری گلزاری لال نندہ سے ملاقات کی اور اُن کی ہدایت پر فیملیز کو واپس قادیان بھجوا دیا گیا اور اس کی اطلاع ہم کو قادیان سے بذریعہ تار مل گئی۔

اگست ۱۹۶۹ء میں خاکسار کی T I ہائی اسکول کی منظوری کے لیے چنڈی گڑھ گیا اور ڈائرکٹر محکمہ تعلیم کو بتایا کہ ہم کسی سرکاری گرانٹ کے طالب نہیں بلکہ سکول کو صرف اِس لیے Recognise کروانا چاہتے ہیں تا کہ سکول کے طلباء بجائے پرائیویٹ طور پر امتحان پاس کرنے کے باقاعدہ ریگولر تعلیم کے طور پر امتحان پاس کر سکیں چنانچہ اس کی منظوری ہوگئی۔

بدقسمتی سے نومبر ۱۹۷۱ء کو ہندو پاک کی دوسری لڑائی شروع ہوگئی اور جماعت پر دباؤ ڈالا گیا کہ وہ قادیان سے نقل مکانی کرنے کو تیار رہے۔ چنانچہ اِس حکم کو نافذ کرنے کے لیے گورداسپور سے D C اور S P اپنے ہمراہ پولیس کی ایک پوری گارڈ لیکر قادیان آئے۔ جماعت احمدیہ کا فیصلہ تھا کہ کسی صورت میں بھی قادیان اپنے ایریا سے باہر نہیں جانا گو ہم کو مار ہی دیا جائے اِس موقعہ پر خدا تعالیٰ کے حضور بہت دعائیں کرنے کا موقعہ تھا۔ سردار ستنام سنگھ صاحب باجوہ اور بعض اور افراد نے بھی ہمارے حق میں بھی بتایا کہ جماعت احمدیہ ہر قسم کے شک وشبہ سے بالا ہے۔ دورانِ گفتگو S.P. کو وائرلیس سننے کے لیے پولیس چوکی جانا پڑا جس کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے مرکزی حکومت کی ہدایت کی وجہ سے یہ آفت ٹل گئی۔ الحمدللہ

مؤرخہ ۱۹۷۳-۱۲-۲۶ کو جماعت احمدیہ کے ایک مرکزی وفد کی ملاقات شریمتی اندرا گاندھی صاحبہ وزیر اعظم سے ہوئی۔ محترم میر مشتاق احمد صاحب چیئرمین میٹروپولیٹن کونسل دہلی ہمارے ہمراہ تھے۔ اِسی روز ہمارے وفد کی ملاقات جناب سردار سورن سنگھ وزیر خارجہ ہند سے ہوئی اُنہوں نے بتایا کہ حضرت چوہدری ظفراللہ خان صاحب مرحوم یکم جنوری ۱۹۷۴ء کو بذریعہ بارڈر قادیان تشریف لا رہے ہیں۔

چنانچہ بارڈر پر حضرت چوہدری صاحب کو ریسیو (recieve) کرنے کے لیے محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کے ہمراہ خاکسار اور مکرم ملک صلاح الدین صاحب گئے۔ چوہدری صاحب کے ہمراہ محترم بشیر احمد صاحب رفیق امام مسجد لندن اور دو پیراماؤنٹ چیف اور ڈپٹی رجسٹرار بین

الاقوامی عدالت ہیگ تھے۔

حکومتِ پنجاب کی طرف سے ایک سٹیٹ منسٹر سردار گودرشن سنگھ چوہدری صاحب کو attend کرنے کے لیے بارڈر پر آئے ہوئے تھے۔ آپ کے اعزاز میں ایک state lunch کا انتظام حکومت کی طرف سے کیا گیا۔ ایک روز قیام کے بعد مؤرخہ ۷۴-۱-۳ کو محترم چوہدری صاحب واپس لاہور کے لیے روانہ ہوئے۔ کچھ وقفہ کے لیے امرتسر سرکٹ ہاؤس ٹھہرے اور تھوڑی دیر کے لیے دربار صاحب بھی تشریف لے گئے جہاں اُن کو روایتی انداز میں سروپا پیش کیا گیا۔

حضرت مولوی عبد الرحمٰن صاحب ؓ امیر جماعت احمدیہ آخری مرتبہ مورخہ ۷۶-۱۱-۲۲ کو پاکستان تشریف لے گئے اور مورخہ ۷۶-۱۲-۱۸ کو واپس آئے۔ معلوم ہوا کہ وہ وہاں بیمار ہو گئے تھے اُنہوں نے فرمایا کہ وہاں بیماری کی وجہ سے وہ فکرمند تھے کہ جلدی واپس قادیان پہنچ جائیں۔ یہاں آکر بھی طبیعت پوری طرح بحال نہیں ہوئی اور مورخہ ۲۱/۲۲ جنوری کی رات وفات پاگئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اِس موقعہ پر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب قریباً تمام رات آپ کے پاس موجود رہے۔

محترم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب مرحوم کئی سالوں سے سائنس کی تحقیق میں سرگرمِ عمل تھے۔ ۸۰-۱۹۷۹ کو اِن کو فزکس کے میدان میں کامیاب تجربہ کی بنا پر نوبل پرائز ملا۔ ہندوستان کی مختلف یونیورسٹیوں کی طرف سے بھی اِن کو تشریف لانے کی دعوت دی گئی۔ آپ ۸۱-۱-۲۵ گرو نانک یونیورسٹی امرتسر بھی تشریف لائے اور وہاں آپ نے پنجابی زبان میں ایک پُرمغز کنووکیشن ایڈریس دیا۔ اِس تقریب میں شامل ہونے کے لیے پنجاب کے گورنر بطور چانسلر یونیورسٹی اور کئی تعلیمی و سماجی اداروں کے افراد شامل تھے۔ قادیان سے محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب، محترم ملک صلاح الدین صاحب، عزیز سعادت احمد اور خاکسار گئے تھے۔ وہاں سے فارغ ہونے کے بعد وہ ایک روز کے لیے قادیان بھی تشریف لائے۔ اگلے روز قادیان سے واپسی پر آپ تھوڑی دیر کے لیے امرتسر بھی رُکے اور دربار صاحب تشریف لے گئے، جہاں محترم ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں سروپا بھی پیش کیا گیا۔ امرتسر ایئر پورٹ تک چھوڑنے کے لیے خاکسار اور مکرم ملک صلاح الدین صاحب گئے۔ نیز ڈاکٹر صاحب کو الوداع کہنے کے لیے یونیورسٹی کے ذمہ دار اراکین بھی آئے۔ اپریل ۱۹۸۳ء کو خاکسار نے پہلی مرتبہ لندن کے سفر کا ویزا حاصل کیا اور مورخہ ۸۳-۵-۹ کو بذریعہ سیرین عرب ایئر لائنز روانہ ہوا۔ جہاں ہیتھرو ایئر پورٹ خاکسار کا بڑا بیٹا عزیز عبدالکریم صالح اور اُس کی بیوی بچے ریسیو کرنے کے لیے آئے ہوئے تھے۔ قریباً ڈیڑھ ماہ کے قیام کے بعد مورخہ ۸۳-۶-۲۸ کو خاکسار واپس روانہ ہوا۔

مورخہ ۲۳ اگست ۱۹۸۳ء کو ہمارے وفد جو خاکسار، مولوی بشیر احمد صاحب فاضل اور دہلی کے نمائندہ مکرم شیخ محمد سلیم صاحب پر مشتمل تھا، جناب گیانی ذیل سنگھ صاحب صدر جمہوریہ ہند سے ملا اور اُن کی خدمت میں جماعتِ احمدیہ کی طرف سے تقسیم ملک کے بعد پہلی مرتبہ گورمکھی زبان میں قرآنِ مجید کا تحفہ پیش کیا گیا۔ گیانی صاحب موصوف نے اِس عظیم کام کی تعریف کی اور خاص طور پر قرآن شریف کو ہاتھ میں پکڑ کر فوٹو گرافر کو بلوا کر تصویر اُتروائی جو اگلے روز کے ملک کے اکثر اخبارات میں نوٹ کے ساتھ آئی۔

پاکستان میں اپریل ۱۹۸۴ء کے جاری کردہ آرڈیننس کے نتیجہ میں جو وہاں مختلف جماعت احمدیہ کے خلاف تشدد کے واقعات ہو رہے تھے اُن کے متعلق مختلف ممالک کے نمائندوں سے ملاقات کے لیے صدر انجمن احمدیہ قادیان نے خاکسار اور مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی مرحوم کو بطور وفد کے بھجوایا چنانچہ غانا کے سفیر برائے ہند اور حکومتِ برطانیہ کے ہائی کمشنر نے ۸۴-۸-۳۰ اور ۸۴-۸-۳۱ کا وقت دیا نیز مورخہ ۸۴-۸-۳۰ کو وزیرِ اعظم ہند مسز اندرا گاندھی سے ملاقات کا بھی موقعہ ملا۔

۲۰ر فروری ۱۹۸۶ء کو شری راجیو گاندھی سے جماعت کے وفد نے ملاقات کی۔ اِس وفد میں خاکسار کے ساتھ مکرم چوہدری سعید احمد صاحب مرحوم، مکرم سید تنویر احمد صاحب، مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل اور مکرم عبدالحمید صاحب ٹاک بطور نمائندہ کشمیر تھے۔ پرائم منسٹر کی خدمت میں انگریزی قرآنِ مجید کا ایک نسخہ پیش کیا گیا نیز پاکستان میں جماعتِ احمدیہ پر ہونے والے ظلم و ستم کے تعلق میں میمورنڈم پیش کیا گیا۔ جلسہ سالانہ لنڈن میں شمولیت کے لیے اپنے بیٹے عزیز عبدالکریم صاحب صالح کے اصرار پر حضور انور کی منظوری سے ۵ر جولائی ۱۹۸۶ء کو بذریعہ روسی طیارہ سفر اختیار کیا گیا۔ مورخہ ۸۶-۷-۷ کو شام کے وقت حضرت حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی سعادت نصیب ہوئی۔ خاکسار کی حضور انور سے دوسری ملاقات مورخہ ۸۶-۷-۲۸ کو ہوئی جس میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے واپسی کی اجازت لے کر خاکسار ۸۶-۸-۱۰ کو واپس آیا۔

مؤرخہ ۸۸-۲-۱۸ کو جماعت کے ایک مرکزی وفد کی ملاقات صدر جمہوریہ ہند شری R.Venkata Raman سے ہوئی۔ اِس وفد میں خاکسار کے ساتھ مکرم ملک صلاح الدین صاحب، مکرم منیر احمد صاحب حافظ آبادی، مکرم سید فضل احمد صاحب ریٹائرڈ D.G. Police بہار اور مکرم

مولوی بشیر احمد صاحب فاضل شامل تھے۔ صدر صاحب موصوف کی خدمت میں جماعت کی طرف سے شائع شدہ ہندی ترجمہ قرآن مجید کی ایک کاپی پیش کی گئی۔ نیز اُن کی خدمت میں بعض قابل توجہ جماعتی امور پر مشتمل میمورنڈم پیش کیا گیا۔ اِس موقعہ پر TV اور پریس کے کئی نمائندے موجود تھے اُنہوں نے تصاویر لیں جو اگلے روز اکثر نیشنل اخبارات میں ہماری ملاقات کی خبر کے ساتھ شائع ہوئیں۔

تیسری مرتبہ ۱۹۸۹ء میں UK کا سفر جلسہ سالانہ یوکے میں شمولیت کے لیے اختیار کیا گیا۔ مورخہ ۸۹-۸-۴ کو روانگی ہوئی۔ مورخہ ۸۹-۸-۲۳ حضور انور سے فون پر ملاقات کا وقت لیا گیا اور شام کو ساڑھے سات بجے حضور انور سے ملاقات ہوئی۔ باوجود شب و روز کی غیر معمولی مصروفیات کے حضور انور نورانی چہرہ کے ساتھ ہشاش بشاش تھے اور ہر ملاقات کرنے والے مخلص کی روحانی تشنگی کو دور فرماتے تھے۔ اِس سفر میں خاکسار کی ملاقات متعدد عزیزوں سے ہوئی اور خاکسار شروع ستمبر میں واپس آیا۔

قادیان میں ۱۹۸۹ء کے جلسہ سالانہ کے متعلق سردار خشونت سنگھ صاحب نے ہماری درخواست پر خصوصی کالم ہندوستان ٹائمز کی اشاعت مورخہ ۹۰-۲-۳ میں لکھا جو ملک کے ایک درجن سے زائد اخبارات میں شائع ہوا۔ جب اِس اخبار کی cutting حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں ارسال کی گئی تو حضور انور نے ازراہِ نوازش اپنے گرامی نامہ مورخہ ۹۰-۴-۱۱ میں خاکسار کو تحریر فرمایا

"آپ کا خط مل گیا ہے۔ سردار خشونت سنگھ صاحب کا شکریہ تو آپ نے ادا کیا ہی ہوگا۔ میری طرف سے بھی شکریہ ادا کریں۔ اُنہوں نے اخبار میں جلسہ کو اچھا کوریج دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن کو جزائے خیر دے اور صحافت کو اور چمکائے"۔

۱۹۹۸ء میں خاکسار کو چوتھی مرتبہ UK جانے کا موقعہ ملا۔ جب خاکسار UK جلسہ جانے کا پروگرام بنا رہا تھا تو خاکسار کے چھوٹے بیٹے عزیز عبدالحفیظ نے سوئٹزرلینڈ سے ویزے کا sponsor بھجواتے ہوئے اس خواہش کا اظہار کیا کہ اِمسال خاکسار UK جلسہ پر جانے سے قبل چند روز کے لیے اس کے پاس بھی جائے چنانچہ سوِس ایئرلائن کے ذریعہ خاکسار ۸رجون ۱۹۹۸ء کو Zurich پہنچا جہاں عزیز عبدالحفیظ اور اُس کا بیٹا عزیز حارث احمد موجود تھے۔ نیز میاں شکور احمد جو حضرت مولوی ظہور حسین صاحب مرحوم کے داماد ہیں، بھی آئے ہوئے تھے۔ خاکسار ۲۸رجون تک وہاں رہا۔ یہ ملک صفائی، خوبصورتی اور آب و ہوا کے اعتبار سے UK سے بہت بہتر ہے۔ نیم پہاڑی علاقہ ہے جہاں قدرتی چشمے بہتے ہیں۔ یہاں پر عزیزہ قدسیہ حضرت مولوی ظہور حسین صاحب مرحوم مجاہد بخارا روس کی بیٹی لجنہ کی روحِ رواں ہیں۔ اُنہوں نے مسجد احمدیہ زیورک میں مورخہ ۱۷رجون کو خاکسار کی MTA میں انٹرویو کا بھی انتظام کیا۔ اُن دنوں محترم شیخ ناصر احمد صاحب مرحوم واقفِ زندگی وہاں مبلغ انچارج تھے۔ کئی سالوں کے بعد اُن سے بھی ملاقات ہوئی۔ خاکسار کا ایک بیٹا عزیز عبدالمتین جرمنی سے وہاں ملنے کے لیے آیا۔

۲۸ جون ۱۹۹۸ء کو خاکسار لنڈن کے لیے روانہ ہوا جہاں عزیز عبدالکریم صالح خاکسار کو ریسیو کرنے کے لیے آئے ہوئے تھے۔ اُن دنوں مکرم مولوی بشیر احمد صاحب دہلوی ہسپتال میں داخل تھے اگلے روز اُن کے بیٹے عزیز عابد احمد صاحب کو لیکر اُن کی عیادت کے لیے گئے۔ مولوی صاحب موصوف نیم بے ہوشی کی حالت میں تھے۔ افسوس کہ جنوری ۲۰۰۰ء کو وفات پا گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

مورخہ ۸ جولائی ۹۸ کو ساڑھے چھ بجے شام حضور انور سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا جو خاکسار کے سفر کا ماحصل تھا۔ اس موقعہ پر بھی کئی عزیزان سے پہلی مرتبہ ملاقات ہوئی۔ ۱۴راگست کو خاکسار واپس قادیان کے لئے روانہ ہوا۔

حقیقت یہ ہے کہ خاکسار کو قادیان سے باہر جانے کی صورت میں جلد واپس آنے کا فکر دامن گیر ہوتا ہے اور عمر کے اس حصہ میں جبکہ چند سالوں سے انجائنا کا بھی مریض ہوں۔ زندگی نقل و حرکت اور خوراک کی غیر معمولی احتیاطوں کی پابند ہوکر رہ گئی ہے اور سفر سے گھبراہٹ ہوتی ہے۔ زندگی کے ۸۲ سال پورے کر چکا ہوں احباب جماعت سے درخواست ہے کہ دعا کریں اللہ اپنے فضل سے محتاجی کی زندگی سے محفوظ رکھے اور خاتمہ بالخیر فرما دے۔ آمین

درخواست دعا

محترم راجا نصیر احمد خان صاحب سیکریٹری مال جماعتِ احمدیہ نونہ مئی حال قادیان ایک صد (۱۰۰) روپے اعانت مشکوٰۃ میں بھجواتے ہوئے جملہ قارئین مشکوٰۃ سے دعا کی درخواست کرتے ہیں کہ موصوف کا گذشتہ سال دل کا آپریشن ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ کامل شفایابی سے نوازے اور انکی اہلیہ محترمہ کو جو ایک عرصہ سے فریش ہیں کامل شفا بخشے، نیز اولاد کو نیک صالح اور خادمین دین بنائے، دینی دنیاوی خیر و برکت سے مالا مال کرے۔ (ادارہ)

لباس التقویٰ

عاجزی اورانکساری

اللہ تعالیٰ نے اپنے انعامات اور برکات کے دروازے انہیں لوگوں پر کھولے ہیں جواس کی راہ میں عاجزی وانکساری سے کام لیتے ہیں۔قرآن کریم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

ان الّذین اُوتوالعلم من قبله اذا یُتلی علیهم یخرون للاذقان سُجداً

(سورۃ بنی اسرائیل:۱۰)

کہ جن بندگان خدا کواس (قرآن) سے پہلے علم دیا جا چکا ہے۔جب ان کے سامنے اسے پڑھا جاتا ہے تو وہ (اسے سُن کر) کامل فرمانبرداری اختیار کرتے ہوئے ماتھوں کے بل گر جاتے ہیں۔

پس علمِ الٰہی اور عرفانِ الٰہی کے حصول کے واسطے عاجزی اورانکساری ایک لازمی شرط ہے۔پیارے آقا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے مولائے حقیقی کے ہاں ارفع واعلیٰ اور بے نظیر مقام کسی دنیاوی بادشاہت یا جسمانی قوت کے سبب نہ تھا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عاجزی اور فروتنی ہی تھی کہ آپؐ خود کو تمام بنی نوع انسان سے کمزور اور حقیر گردانتے اور کبھی بھی تکبر اور غرور کو قریب نہ آنے دیتے۔آپؐ نے فرمایا:

اذا تواضع العبدُ رفعه الی السابعة (کنزالعمال جلد۲صفحہ۲۵)

کہ جب بندہ عاجزی اور فروتنی اختیار کرے تو اللہ تعالیٰ اس کا ساتویں آسمان تک رفع کر لیتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

''مومن کی یہ شرط ہے کہ اس میں تکبر نہ ہو بلکہ انکسار، عاجزی، فروتنی اس میں پائی جائے اور یہ خدا تعالیٰ کے ماٗموروں کا خاصہ ہوتا ہے۔ان میں حد درجہ کی فروتنی اور انکسار ہوتا ہے اور سب سے بڑھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ وصف تھا۔آپؐ کے ایک خادم سے پوچھا گیا کہ تیرے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا معاملہ ہے اس نے کہا کہ سچ تو یہ ہے کہ مجھ سے زیادہ وہ میری خدمت کرتے تھے''۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ عجز وانکساری کا مجسمہ تھے اور یہی توقع آپ جماعت سے رکھتے تھے۔آپ فرماتے ہیں کہ:-

''میں پھر اپنی حقیقت کی طرف آتا ہوں۔ایک سیکنڈ کے لیے بھی تمہارے اندر کبر اور غرور پیدا نہ ہو۔تمہارے سر عاجزی سے ہمیشہ خدا کے آستانہ پر جھکے رہیں''۔ (حیاتِ ناصر جلد۱ص۶۵۰)

جو خاک میں ملے اسے ملتا ہے آشنا
اے آزمانے والے یہ نسخہ بھی آزما
گالیاں سُن کے دعا دو پاکے دُکھ آرام دو
کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار

آدابِ طعام

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مختلف مقامات پر متوازن جسمانی غذا کی تعلیم دی ہے تاکہ اس کا روحانیت پر مثبت اثر ہو۔فرمایا

کلوا واشربوا ولا تُسرفوا انهٗ لا یحب المُسرفین

کھاؤ اور پیو لیکن ضائع مت کرو یقیناً اللہ تعالیٰ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

ہمارے پیارے مذہب اسلام کی بے شمار خوبیوں میں سے ایک خوبی یہ بھی ہے کہ اس نے زندگی کے ہر پہلو پر بلا کسی جھجک کے روشنی ڈالی ہے۔تاکہ انسان بالآخر انسانِ کامل کا درجہ حاصل کر لے۔ان روزمرہ پہلوؤں میں سے ایک کھانا کھانے کے آداب سے بھی تعلق رکھتا ہے، جس پر کوئی خاص توجہ نہیں دی جاتی مگر یہ حقیقت ہے کہ اس غذا کا اثر ہماری روح اور عادات پر بھی پڑتا ہے۔اسی لیے ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے اپنے قول اور عمل سے آدابِ طعام کو بھی ملحوظ خاطر رکھنے کی نصیحت فرمائی ہے۔جن میں سب سے اوّل جس بات کا خیال رکھنے کی تاکید فرمائی وہ یہ ہے کہ

اذا اکل احدکم فالیذکر اسم الله تعالی فان نسی ان یذکر اسم الله تعالی فی اوله فلیقل بسم الله اوله و اخره

جب تم میں سے کوئی شخص کھانا کھانے لگے تو پہلے اللہ تعالیٰ کا نام لے یعنی بسم اللہ پڑھے اگر شروع میں بھول جائے تو یاد آنے پر بسم اللہ اولہ واخرہ پڑھ لے۔

اللہ تعالیٰ کا نام پڑھ لینے کے بعد آدابِ طعام سے متعلق مختلف احادیث سے جو ہمیں احکامات ملتے ہیں اُن میں سے چند ایک مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔کسی چیز سے متعلق شک ہو کہ اس پر تکبیر پڑھی گئی ہے یا نہیں تو اللہ کا نام لے کر اُسے کھایا جا سکتا ہے۔

۲-کھانا دائیں ہاتھ سے کھایا جائے اور اپنے سامنے سے کھایا جائے۔
۳-کھانا اتنا ہی ڈالا جائے جتنا کھانا ہو اور بعد میں دُعا بھی پڑھی جائے۔
۴-کھانا کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ دھوئے جائیں۔
۵-پانی پیتے وقت بیٹھ جانا چاہئے اور تین سانسوں میں پینا چاہئے۔

کھانا کھاتے وقت ایک اور ضروری امر یہ ہے کہ اتنا ہی نوالہ منہ میں ڈالنا چاہئے کہ ہم بات چیت کر سکیں اور دیکھنے والے کو بھی بُرا نہ لگے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہمیں اُس حدیث پر عمل کرنا چاہئے کہ جس میں فرمایا گیا ہے کہ کھانا کچھ بھوک رکھ کر کھانا چاہئے۔ تاکہ بعد میں اُلجھن نہ ہو۔

اسی طرح ایک اور ضروری امر کھانے کے انتخاب کا بھی ہے۔ مثلاً صرف گوشت کھانے سے انسان کی طبیعت میں وحشت اور ہر وقت سبزیاں کھانے سے سُستی اور کاہلی سرایت کر جاتی ہے۔ اس موضوع پر حضرت مسیح موعودؑ نے سیر حاصل بحث اپنی تصنیفِ لطیف ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' میں بیان فرمائی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام جسمانی طہارتوں، جسمانی آداب اور جسمانی تعدیل کے بارہ میں فرماتے ہیں:

''واضح ہو کہ قرآن شریف کی رو سے انسان کی طبعی حالتوں کو اس کی اخلاقی روحانی حالتوں سے نہایت شدید تعلقات واقع ہیں۔ یہاں تک کہ انسان کے کھانے پینے کے طریقے بھی انسان کی اخلاقی اور روحانی حالتوں پر اثر کرتے ہیں۔ اسی واسطے قرآن شریف نے تمام عبادات اور اندرونی پاکیزگی کی اغراض اور خشوع، خضوع کے مقاصد میں جسمانی طہارتوں اور جسمانی آداب اور جسمانی تعدیل کو بہت ملحوظ رکھا ہے اور غور کرنے کے وقت یہی فلاسفی نہایت صحیح معلوم ہوتی ہے کہ جسمانی اوضاع کا روح پر بہت قوی اثر ہے''۔ (اسلامی اصول کی فلاسفی ص۱۸-۱۹)

ایک دفعہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم کھانے پر بیٹھتے ہیں تو سیر نہیں ہوتے۔ فرمایا شاید تم الگ الگ بیٹھتے ہو۔ عرض کیا ہاں۔ فرمایا۔ مل کر کھانا کھاؤ اور خدا کا نام لو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دیگا۔ (ریاض الصالحین ص۴۹۹)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ تمہیں نہیں معلوم کہ تمہارے کھانے کے کس حصہ میں برکت زیادہ ہے۔ اس لیے تمہیں چاہئے کہ کھاتے وقت برتن کو صاف کیا کرو۔ (ریاض الصالحین ص۴۵۳)

آخر میں یہ امر بھی قابلِ ذکر ہے کہ صحت و تندرستی کے لیے جہاں کھانا سادہ ہونا چاہئے وہاں کھانے کے برتنوں میں بھی تکلف نہیں ہونا چاہئے۔ اس ضمن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے چاندی کے برتنوں میں کھانے کی خاص طور پر ممانعت فرمائی ہے۔ چنانچہ حضرت ام سلمہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص چاندی کے برتن میں پینے کی کوئی چیز پیتا ہے تو اس کا پینا اس کے پیٹ میں دوزخ کی آگ بھڑکائے گا''۔
(صحیح مسلم بحوالہ ریاض الصالحین)

مختصر یہ کہ ہم سب کو اپنے پیارے آقا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر اور آپؐ کے ارشادات پر عمل کرتے ہوئے اُن چیزوں سے پرہیز کرنا چاہیے کہ جن چیزوں سے حضورؐ نے منع فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق بخشے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جملہ احکامات پر عمل کر کے ہم اپنے صحت و تندرستی کو برقرار رکھ کر اس کے فضلوں کے اس دنیا اور آخرت میں وارث قرار پائیں۔ آمین!

السلام علیکم-ایک خدائی تحفہ

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُیُوْتًا فسلموا علی انفسکم تحیۃ من عنداللہ مبرکۃ طیبۃ (النور:٦٢)

کہ جب گھروں میں داخل ہو تو اپنے گھر والوں پر سلامتی بھیجو۔ یہ (سلام) ایک بڑا برکت والا اور پاکیزہ خدائی تحفہ ہے۔

اسی طرح قرآن کریم میں ایک اور جگہ جنت کے پہرے داروں سے متعلق آتا ہے کہ جنتیوں سے کہیں گے۔ سلام علیکم ادخلوا الجنۃ بما کنتم تعملون (النحل:۳۲)

کہ تم پر سلامتی ہو۔ اپنے کئے گئے اعمال کے سبب جنت میں داخل ہو جاؤ۔ قرآن کریم کی ان آیات سے پتہ چلتا ہے کہ ایک دوسرے پر سلامتی بھیجنا گویا کہ خدا تعالیٰ کے فضل حاصل کرنا اور فسلموا (پس تم سلام کرو) کا حکم دے کر واضح کر دیا کہ سلام کا کرنا ہر مسلمان مرد و زن پر لازم ہے۔ جیسا کہ ہم دیکھتے ہیں کہ اسلام ایک مکمل معاشرتی نظام فراہم کرتا ہے اور اس معاشرے کا ہر ایک فرد آپس میں زنجیر کی طرح ملا ہوا ہے اور باہمی ہمدردی اور محبت کا جذبہ واضح ملتا ہے جس کی نظیر ہمیں کسی دوسرے مذہب میں نہیں ملتی۔ اس روشن اور پاکیزہ معاشرے کی بنیادی اکائی آپس میں سلام کا رواج ہے جس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے کہ

و تقرء السلام علی من عرفت و من لم تعرف (بخاری)

کہ تم ہر ملنے والے کو خواہ تم اسے جانتے ہو یا نہیں، سلام کیا کرو۔

اسی طرح اسلام نہ صرف اپنے ہم مذہبوں کو ہی سلام کرنے کا حکم دیتا ہے بلکہ یہی تعلیم دوسرے مذاہب کے افراد کے متعلق بھی ہے۔ حضرت اسامہ بن زیدؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک مجلس کے

پاس سے گذرے جس میں مسلمان، مشرکین، بت پرست، یہود سب ملے جلے بیٹھے تھے۔ آپؐ نے ان کو السلام علیکم کہا۔ (بخاری کتاب الاستیذان)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہٴ کا یہ ایک اعلیٰ پہلو ہمیں آج دنیا کے کسی اور مذہب میں نہیں ملتا کہ ہر ایک ملنے والے پر سلام بھیجو۔ خواہ وہ تمہارا دشمن ہو یا دوست۔ اللہ تعالیٰ نے سلامتی کی وسعت اور دائرہ کو مزید وسیع کیا ہے کہ ہم کسی قبرستان کے پاس سے بھی گذریں تو وہاں کے مردوں پر بھی سلامتی بھیجیں اور یہ دعا سکھلائی۔ السلام علیکم یا اھل القبور (گویا کہ یہ سلامتی انہیں پہنچنے والی ہے اور وہ بھی سلامتی کی برکات سے فیض یاب ہو سکتے ہیں)

حضرت عمرانؓ بن حصین بیان کرتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور السلام علیکم کہا۔ آپ نے اس کا جواب دیا جب وہ بیٹھا تو آپ نے فرمایا اس شخص کو دوگنا ثواب ہوا پھر ایک اور شخص آیا اس نے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا۔ آپؐ نے جواب دیا۔ جب وہ بیٹھا۔ آپ نے فرمایا اس شخص کو تیس گنا ثواب ہوا۔

(ترمذی ابواب الاستیذان فی فضل السلام)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ سوار پیدل چلنے والے کو اور پیدل چلنے والا بیٹھنے والے کو سلام کرے۔

السلام علیکم وہ ہتھیار ہے جس سے سخت دل نرم پڑ جاتے ہیں اور محبت بڑھتی ہے اور جسے اپنانے پر آج کی ترقی یافتہ مغربی اقوام بھی مجبور ہیں۔ اور ایک مکمل اور کامیاب معاشرہ کی بنیاد آپس میں سلامتی بھیج کر ہی مضبوط ہو سکتی ہے۔

حُسنِ ظن کرنا ایک عبادت ہے

قرآن کریم میں ارشادِ الٰہی ہے کہ

یایھا الذین اٰمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم (الحجرات:۱۳)

اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچتے رہا کرو کیونکہ بعض گمان گناہ بن جاتے ہیں۔

عزیزم قارئین! کیا آپ کو کیا پتہ ہے کہ حسن ظن اور سوئے ظن میں کیا فرق ہے؟ تو جواب یہ ہے کہ اگر آپ کسی آدمی کو روتا ہوا دیکھیں تو حسن ظن رکھنے والا شخص یہ کہے گا کہ اس پر کوئی مصیبت آن پڑی ہے اور مجھے اس کی مدد کرنی چاہیئے۔ اس کے برعکس سوئے ظن رکھنے والا شخص کہے گا کہ اس نے کوئی غلط کام کیا ہے اس لیے اچھا ہوا جو بھی ہوا۔ اگر کوئی شخص آپ سے متنفر ہو جائے جس کے لیے آپ سوئے ظن قائم کر رہے ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ ہم جہاں تک ہو سکے کسی سے متعلق بدگمانی کرنے سے بچیں کیونکہ یہ ایک گناہ بھی بن سکتی ہے اور جب تک کسی معاملے سے متعلق خوب وضاحت نہ ہو جائے ہم اپنی طرف سے قیاس آرائیاں نہ کریں بلکہ ہمیشہ ایک مثبت اور پائیدار سوچ کے مالک ہوں۔

پیارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حسن الظن من حسن العبادۃ (مسند احمد و ابو داؤد)

حسنِ ظن کے ضمن میں آپ کے سامنے ایک بہت پیارا اور حسنِ ظنی سے بھرپور واقعہ رکھتا ہوں، جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک مرتبہ ایک شخص کو چوری کرتے دیکھا مگر اس شخص نے بعد میں خدا کی قسم کھا کر انکار کر دیا۔ جس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ میں تمہاری قسم پر اعتبار کرتا ہوں اور اپنے آپ کو جھٹلاتا ہوں۔

یعنی آپ نے ایک شخص کے قسم کھا لینے پر کمال حسنِ ظن سے کام لیا حالانکہ آپ نے خود اسے دیکھا تھا مگر کسی قسم کی سختی اور جھگڑے سے کام نہ لیا اور معاملہ خدا تعالیٰ کے حوالے کر دیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''میں دیکھتا ہوں کہ اس وقت اخلاقی حالت بہت ہی گری ہوئی ہے۔ اکثر لوگوں میں بدظنی کا مرض بڑھا ہوا ہوتا ہے۔ وہ اپنے بھائی کی نسبت برے برے خیالات کرنے لگتے ہیں اور ایسے عیوب اس کی طرف منسوب کرنے لگتے ہیں کہ اگر وہی عیب اس کی طرف منسوب ہوں تو اس کو سخت ناگوار معلوم ہوں۔ اس لیے اوّل ضروری ہے کہ حتی الوسع اپنے بھائیوں پر بدظنی نہ کی جائے۔ اور ہمیشہ نیک ظن رکھا جائے کیونکہ اس سے محبت بڑھتی ہے اور انس پیدا ہوتا ہے۔ اور آپس میں قوت پیدا ہوتی ہے اور اس کے باعث انسان بعض دوسرے عیوب مثلاً کینہ، بغض، حسد سے بچا رہتا ہے''۔ (ملفوظات جلد ۴ ص ۲۱۵-۲۱۴)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بدظنی سے منع فرماتے ہوئے نصیحت کرتے ہیں کہ

''بدظنی سے بچو کیونکہ سخت قسم کا جھوٹ ہے اور بدظنی ایک ایسی چیز ہے جو بسا اوقات ہمارے معاشرے میں اتنی پائی جاتی ہے کہ بدظنی کے بعد اور کہانیاں بنتی چلی جاتی ہیں۔ اور انسان کہتا ہے کہ فلاں نے یہ کام کیا یوں کیا ہوگا۔ ...... ایسا بیہودہ طریق ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کھلی نصائح کو ترک کرنے اور ان کو اہمیت نہ دینے کے نتیجے میں ہماری سوسائٹی میں رفتہ رفتہ پیدا ہو جاتا ہے''۔ (از خطبہ جمعہ نومبر ۱۹۹۵ء)

حسنِ ظن آزماؤ خدا سے ڈرو
دیکھو چغلی نہ کھاؤ خدا سے ڈرو

ملک ملک کی سیر (۹)

AUSTRALIA
آسٹریلیا

...... از شاہد احمد ندیم

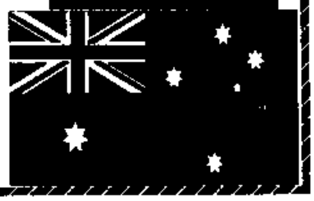

سرکاری نام کامن ویلتھ آف آسٹریلیا
دارالحکومت: کینبرا؛ دیگر بڑے شہر: سڈنی، میلبورن، برسبین، پرتھ، ایڈیلیڈ۔رقبہ: 7,682,300 مربع کلومیٹر؛ آبادی: ایک کروڑ ۹۳ لاکھ؛ آبادی کی کثافت: ایک مربع کلومیٹر میں ۲.۵ افراد؛ شرح خواندگی: ۱۰۰٪؛ سرکاری مذہب: کوئی نہیں؛ کرنسی: آسٹریلین ڈالر (1$=1.79)؛ زبان: انگریزی؛ فی کس سالانہ آمد: ۲۳،۸۵۰ ڈالر؛ گورنر جنرل: Peter Hollingworth
وزیر اعظم: John Winston Howard
نسلی تناسب: سفید فام 95.2%، ایبوریجنل 2.0%، ایشیائی 1.3%، دیگر: 1.5% مذہبی تناسب: عیسائیت 74%، اسلام 0.9%، بدھ ازم 0.8%، لامذہب: 12.9%، دیگر 11.0%

دفاعی معلومات: آسٹریلیا اپنے دفاع کے لیے خالصۃً امریکہ پر انحصار کرتا ہے۔ ۱۹۹۷ء میں اس کی افواج کی تعداد ۵۷،۴۰۰ تھی۔ اور ملک کے بجٹ کا ۲.۵٪ دفاع پر خرچ ہوتا ہے۔

جغرافیہ: آسٹریلیا دنیا کا سب سے چھوٹا برّ اعظم اور سب سے ممالک میں سے ایک ہے۔ اس کا دارالحکومت کینبرا ہے۔ یہ برّ اعظم 10° اور 44° جنوب کے طولِ بلد اور 112° اور 154° مشرق کے عرض بلد میں واقع ہے۔ آسٹریلیا اور انڈونیشیا کے درمیان شمال مغرب میں تیمور اور Aratura کا سمندر ہے۔ شمال مشرق میں Torres Strata اس کو Papua New Guinea سے الگ کرتا ہے۔ جبکہ جنوب مشرق میں Tasman سمندر اس کو نیوزی لینڈ سے الگ کرتا ہے۔ اسی طرح بحرِ ہند اس کو Antarctica سے الگ کرتا ہے۔

دوسری جنگِ عظیم تک اسے "Last of the Lands" کہا جاتا تھا کیونکہ Antarctica کے علاوہ یہ آخری برّ اعظم تھا جسے یورپین نے دریافت کیا تھا۔ خیال کیا جاتا ہے کہ یورپین لوگوں کے یہاں وارد ہونے سے ۴۰،۰۰۰ سال پہلے ایشیا سے یہاں سے یہاں آئے Aborigines آباد ہوگئے تھے۔ اور آج سے ۲۰،۰۰۰ ہزار سال قبل وہ مین لینڈ اور اہم جزیرہ تسمانیا میں آباد ہو چکے تھے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ جب British Royal Navy کے کپتان Arthur Phillip ۱۷۸۸ء میں پہلے دستہ کے ساتھ Botany کی خلیج میں داخل ہوئے تھے اُس وقت دو لاکھ پچاس ہزار سے پانچ لاکھ Aborigines آباد تھے۔ یہ لوگ زیادہ تر خانہ بدوش شکاری تھے۔

پچاس ہزار مربع کلومیٹر رقبہ پر محیط اس برّ اعظم کی شاید سب سے اہم خصوصیت اس کا باقی دنیا سے الگ تھلگ اور مختلف ہونا ہے۔ یہ اختلاف یہاں کی نباتیات اور حیوانات میں نمایاں ہو کر دکھتا ہے۔ اختلاف یہاں کی معاشرتی زندگی میں بھی بہت نمایاں ہے جو مختلف تہذیبوں اور تمدنوں کی عکاسی کرتی ہے۔

اپنے روایتی حریفوں امریکہ اور برطانیہ سے کافی دور ہونے کے باعث اب آسٹریلیا جاپان، تائیوان اور جنوبی کوریا کی امکانی وسیع منڈیوں میں دلچسپی لے رہا ہے۔

طرزِ حکومت: امریکہ اور کینیڈا کی طرح یہاں کی حکومت وفاقی ہے۔ ایک مرکزی حکومت کے علاوہ چھ ریاستی حکومتیں ہیں۔

تاریخ طبقات الارض: خیال کیا جاتا ہے کہ لاکھوں سال پہلے یہ آسٹریلیا Pangnea اور Gondwanaland جیسے دو عظیم برّ اعظموں کا ہی جُز تھا مگر ۳ کروڑ ۵۰ لاکھ سال پہلے یہ حصہ اس سے الگ ہوگیا تھا۔ مگر اب دوبارہ یہ جنوب مشرقی ایشیا سے جڑنے کے مرحلہ سے گذر رہا ہے اس لحاظ سے الگ برّ اعظم کے طور پر اس کی زندگی مختصر ہے۔ زمین پر پائے جانے والے قدیم ترین ارضیاتی آثار اسی برّ اعظم میں دریافت ہوئے ہیں جو 3.4 بلین سال پرانے ہیں۔

معاشرتی زندگی: ۱۹۰۱ء میں بنی پہلی وفاقی حکومت نے White Australia کی پالیسی پر عمل کرتے ہوئے زیادہ سے زیادہ یورپین لوگوں کے یہاں آباد ہونے پر زور دیا۔ مگر یہ امتیازی پالیسی زیادہ دیر تک نہ چل سکی۔ اگرچہ دوسری جنگِ عظیم کے بعد سے ۱۹۸۰ء کے اواخر تک ۵ لاکھ لوگ یہاں آباد ہوگئے تھے مگر وائٹ آسٹریلیا کی پالیسی کو مکمل طور پر ۱۹۷۳ء میں ہی ترک کیا گیا۔ اب immigration کے معاملات میں نسل یا رنگ سے

زیادہ ماحولیاتی تحفظ اور تہذیب اور تمدن کو دیکھا جاتا ہے۔

آسٹریلیا ایک کثیرنسلی ملک ہے۔ ہر دس آسٹریلین میں سےچار لوگ مہاجرین کی پہلی یا دوسری نسل میں سے ہیں۔ ہر پانچ لوگوں میں سے ایک کی پیدائش آسٹریلیا سے باہر ہوئی ہے۔ ماضی میں زیادہ تر مہاجرین یورپ سے آتے تھے مگر اب آسٹریلیا کی غیر امتیازی پولیسی کی وجہ سے اب تقریباً ۱۰۰ ممالک سے مہاجرین یہاں آتے ہیں۔ جہاں آسٹریلیا کی آبادی بہت ہی پھیلی ہوئی ہے وہیں دوسری طرف یہاں کی ۸۵% فیصد آبادی شہروں میں بستی ہے جس سے یہاں کی زندگی کا اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔ برّاعظم کے بہت سے وسیع علاقے بارش نہ ہونے کی وجہ سے پسماندگی کا شکار ہیں۔ جبکہ وہ علاقے جو سمندر کے قریب ہیں زیادہ ترقی یافتہ ہیں۔ آسٹریلیا کی حکومت وفاقی ہے جہاں طاقت مرکزی اور صوبائی حکومتوں کے درمیان منقسم ہے۔

۱۹۹۶ء کی مردم شماری کے دوران 3,52,970 افراد نے اپنے آپ کو یہاں کا مقامی باشندہ قرار دیا۔ ان لوگوں کے نصف آبادی شہروں اور قصبوں میں آباد ہے اور آسٹریلین کی معیشت میں فعّال کردار ادا کرتی ہے۔ جبکہ بقیہ نصف آبادی دُور دراز علاقوں میں بسنے کو ہی ترجیح دیتی ہے جہاں وہ اپنے روایتی قبائلی انداز میں زندگی گزارتے ہیں۔ boomerang بھی انہیں لوگوں نے ایجاد کیا تھا۔ خیال کیا جاتا ہے یہ لوگ یہاں 40,000 سالوں سے آباد ہیں۔

بھارت میں آسٹریلیائی سفارتخانہ کا پتہ:

High Commission for Australia, 1/50-G,
Shantipath, Chanakyapuri, New Delhi-110021.
Tel: 6888223, 6885556, 6885637, 6882035
Fax: 6885199; 6887366

آسٹریلیا میں بھارتی سفارتخانہ کا پتہ:

High Commission of India, 3-5, Moonah
Place, Yarralumla, Canberra ACT-2600,
Australia. Tel: 00-61-2-62733999; 62733774,
62733875 Fax: 00-61-2-62731308, 6273328
E-mail: hciisi@cybertone.com.au

کھیلیں: آسٹریلیائی لوگ تفریح کے لیے مختلف کھیلیں کھیلتے ہیں۔ جن میں سے مشہور کرکٹ، باسکٹ بال، ٹینس، تیراکی، گولف اور گھڑ سواری ہے۔ یہاں کی کرکٹ ٹیم عالمی چیمپین ہے۔ اسی طرح ٹینس میں یہاں کے کھلاڑی Llyton Hewitt دنیا بھر میں پہلے نمبر کے کھلاڑی ہیں۔ اسی طرح تیراکی میں یہاں کے مشہورِ عالم کھلاڑی Ian Thorpe جو thorpedo کے نام سے معروف ہیں، دنیا کے سب سے تیز رفتار تیراک ہیں۔ اسی طرح یہاں ہر سال ٹینس کا ٹورنامنٹ آسٹریلین اوپن کھیلا جاتا ہے جس میں دنیا بھر کے کھلاڑی حصہ لیتے ہیں۔ کرکٹ میں Ashes سیریز ہے جو آسٹریلیا اور انگلینڈ کے درمیان کھیلی جاتی ہے۔

__جماعتِ احمدیہ اور آسٹریلیا__

آسٹریلیا میں جماعتِ احمدیہ کی باقاعدہ تاریخ کا آغاز غالباً ۳۰ر ستمبر ۱۹۸۳ء سے ہوتا ہے۔ یہی وہ دن ہے جب اس دھرتی کو جماعتِ احمدیہ کے موجود خلیفہ سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کے قدم بوسی کی توفیق ملی۔ یہ دن تاریخ میں آسٹریلیا کے لیے رُوحانی و مذہبی دریافت کے پہلے دن کے طور پر ہمیشہ یاد کیا جائے گا۔

حضورانور اس سلسلہ میں فرماتے ہیں:-

''یہ آسٹریلیا کی رُوحانی اور مذہبی دریافت کا پہلا دن ہے۔ گویا آج ہم نے آپ کو اعلیٰ مذہبی اور رُوحانی اقدار سکھانے کی غرض سے ازسرِ نو دریافت کیا ہے..........

آج جماعتِ احمدیہ آپ کو اسلام کے لیے ازسرِ نو دریافت کی رہی ہے اور دَم نہیں لے گی جب تک اِس پُورے برّاعظم کو محبت اور پیار اور عقل و دانش اور مضبوط عقلی و نقلی دلائل کے ساتھ جیت نہ لے۔

یہ ایک رُوحانی فتح کا پروگرام ہے جس کا جغرافیائی اور سیاسی غلبہ سے کوئی دُور کا بھی تعلق نہیں۔''

(خطاب حضورانور بر موقعہ تقریب بنیاد المسجد بیت الہدیٰ آسٹریلیا ۳۰ر ستمبر ۱۹۸۳ء)

یہ خطاب حضور نے برّاعظم آسٹریلیا میں تعمیر ہونے والی پہلی احمدیہ مسجد کی بنیاد رکھتے ہوئے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ اپنے محبوب امام کے مضبوط و شاندار قیادت میں بہت تیزی سے غلبہ اسلام کی طرف بڑھ رہی ہے۔ اور جس طرح انگلستان نے آسٹریلیائی میں آبادی بسائی تھی اُسی طرح مگر اُس سے مختلف نو آبادیاں قائم کرنے کا ٹھیکہ آج جماعتِ احمدیہ نے اٹھایا ہے۔

اللہ تعالیٰ مسجد بیت الہدیٰ کے میناروں سے اُٹھنے والی "حیَّ عَلی الفَلاح" کی فلک بوس آوازوں پر لبیک کہتے ہوئے اہلِ آسٹریلیا دیوانہ وار خدا کے اِس گھر کی طرف دوڑے چلے آئیں۔ اور نہ صرف یہ ملک یا برّاعظم بلکہ تمام عالم خدا تعالیٰ کے نور سے منوّر ہو جائے۔ آمین

اعتماد: Incyclpaedia Brittanica 2002
Manorama Yearbook 2003

طنز و مزاح

استاد مرحوم

ابنِ انشاء

الہ دین نام تھا اور چراغ تخلص۔ وطن مالوف ریواڑی جوگڑ گاؤں کے مردم خیز ضلع میں اہل کمال کی ایک بستی ہے اور آم کے اچار کے لیے مشہور۔ وہاں دھنیوں کے محلے میں میں ان کی خاندانی حویلی کے آثار اب تک موجود ہیں۔ نگڑ دادا ان کے اپنے فن کے خاتم تھے۔ شاہ غازی اورنگزیب عالمگیر نے شہرہ سنا تو خلعت و پارچہ دیکر دلی بلوایا اور اپنی محل سرا کے لحاف بھرنے پر مامور کیا۔ اللہ دیا نام تھا۔ لیکن نداف الملک کے خطاب سے مشہور تھے۔ دلی میں یہ بارہ برس رہے۔

وجاہت خاندانی کے ساتھ ساتھ دولتِ روحانی بھی استاد مرحوم کو ورثے میں ملی تھی۔ ننھیال کی طرف سے سولہویں پشت پر ان کا سلسلہ نسب نوگزے پیر سے ملتا ہے۔ جن کا مزار اقدس پاکستان و ہندوستان کے قریب قریب ہر بڑے شہر میں موجود ہے اور زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ انہی دونوں نسبتوں کا ذکر کرکے کبھی کبھی کہا کرتے تھے کہ شاعری میرے لیے ذریعہ عزت نہیں۔ اپنے نام کے ساتھ ننگ اسلاف ضرور لکھا کرتے۔ دیکھا دیکھی دوسروں نے بھی انہیں یہی لکھنا شروع کردیا۔

استاد مرحوم کہ پورا نام ان کا حضرت شاہ الہ دین چشتی نظامی ریواڑوی تھا۔ ہمیں ہائی سکول میں اردو اور فارسی پڑھاتے تھے۔ وطن کی نسبت سے اردو تو ان کے گھر کی لونڈی تھی ہی، فارسی میں کمال کی وجہ یہ معلوم ہوئی کہ پچیس پشت پہلے ان کے مورثِ اعلیٰ خراسان سے آئے تھے۔ کیوں آئے تھے؟ یہ سوال راقم کے دل میں بھی اکثر اٹھتا تھا۔ آخر ایک روز موقع کرکے پوچھ لیا اور احتیاطاً وضاحت کردی کہ مقصد اعتراض نہیں دریافت معلومات ہے۔ فرمایا۔ بابر کیوں آیا تھا؟ احمد شاہ ابدالی کیوں آیا تھا؟ اب جو راقم نے اس سوال نما جواب کی بلاغت پر غور کیا تو اپنی کم فہمی پہ بے حد شرمندگی ہوئی۔ بابر نہ آتا تو ابراہیم لودھی کس سے شکست کھاتا؟ اتنی صدیاں ہندوستان کی رعایا بادشاہوں کے بغیر کیا کرتی؟ مالیہ اور خراج کس کو دیتی؟ کچھ ایسی ہی حکمت استاد مرحوم کے مورث اعلیٰ کے ہندوستان آنے میں ضرور ہوگی جس تک معمولی ذہن کی رسائی نہیں ہوسکتی۔ خیر یہ ذکر تو ضمناً آگیا۔ مقصود کلام یہ کہ خراسان کی نسبت سے فارسی ایک طرح ان کے گھر کی زبان تھی۔ عربی کے بھی فاضل تھے۔ اگرچہ باقاعدہ نہ پڑھی تھی۔ عزیزم اسرار احمد کا نکاح خان بہادر ولایت علی کی پوتی سے ہوا تو استاد مرحوم ہی نے نکاح پڑھایا تھا اور کوئی کاغذ پرچہ سامنے رکھے بغیر۔ ماشاء اللہ، استغفر اللہ، نعوذ باللہ، لاحول ولاقوۃ الا باللہ اور ایسے ہی کئی اور عربی کے جملے بے تکان بولتے تھے۔ خیر خراسان بھی کہیں عرب ہی کی طرف کو ہے۔ لہٰذا عربی پر ان کا عبور جائے تعجب نہیں۔ ہاں انگریزی کی لیاقت جو انہوں نے ازخود پیدا کی تھی اس پر راقم کو بھی حیرت ہوتی تھی۔ ایک بار دیہاتی منہ اٹھائے ان کی کلاس میں گھس آیا حضرت نے فوراً انگریزی میں حکم دیا۔ گٹ آؤٹ۔ اسے تعمیل کرتے ہی بنی۔ علاقے کا مال افسر انگریز تھا ایک روز سکول میں نکل آیا اور آدھا گھنٹا گفتگو کرتا رہا۔ استاد مرحوم برابر سمجھتے گئے اور سر ہلاتے گئے۔ بیچ بیچ میں بموقع یس سر اور پلیز پلیز بھی کہتے جاتے تھے۔ پرانے بزرگوں سرسید، حالی، شبلی وغیرہ کے متعلق سنا ہے کہ انگریزی سمجھتے خوب تھے لیکن بولنا پسند نہ کرتے تھے۔ ہمارے استاد کا بھی یہی عمل تھا۔

ہمیں انگریزی میں ان کے تبحر کا پہلے علم نہ تھا۔ ہوا یہ کہ ایک روز ہماری انگریزی کی کلاس میں نکل آئے اور پوچھا کہ بتاؤ ماش کی دال کو انگریزی میں کیا کہتے ہیں؟ سب چپ، کون بتاتا۔ پھر سوال کیا۔ کریلے کی انگریزی کیا ہے؟ یہ بھی کوئی نہ بتا سکا۔ سب ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔ آخر استاد مرحوم نے بتایا اور "انگلش ٹیچر" کھول کر اس کی تصدیق بھی کرادی۔ یہ کتاب جو انگریزی کے علم کا قاموس ہے، سفر و حضر میں استاد مرحوم کے ساتھ رہتی تھی اور بڑے بڑے انگریزی دان ان کے سامنے آتے کتراتے تھے کہ جانے کب کس ترکاری کا انگریزی میں نام پوچھ لیں۔ انگریزی تحریر پر ان کی قدرت کا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے کہ دستخط انگریزی ہی میں کرتے تھے۔

استاد مرحوم نے اہلِ زبان ہونے کی وجہ سے طبیعت بھی موزوں پائی تھی اور ہر طرح کا شعر کہنے پر قادر تھے۔ اردو فارسی میں ان کے کلام کا بڑا ذخیرہ موجود ہے جو غیر مطبوعہ ہونے کی وجہ سے اگلی نسلوں کے کام آئے گا۔ اس علم و فضل کے باوجود انکسار کا یہ عالم تھا کہ ایک بار سکول میگزین جس کے یہ نگران تھے۔ ایڈیٹر نے استاد مرحوم کے متعلق لکھ دیا کہ وہ سعدی کے ہم پلہ ہیں۔ انہوں نے فوراً اسکی تردید کی۔ سکول میگزین کا یہ پرچہ ہمیشہ اپنے پاس رکھتے اور ایک ایک کو دکھاتے کہ دیکھو لوگوں کی میرے متعلق یہ رائے ہے حالانکہ من آنم کہ من دانم۔ ایڈیٹر کو بھی جو دسویں جماعت کا طالبعلم تھا بلا کر فہمائش کی کہ عزیزی یہ زمانہ اور طرح کا ہے۔ ایسی باتیں نہیں لکھا کرتے۔ لوگ مردہ

پرست واقع ہوئے ہیں۔حسد کے مارے جانے کیا کیا کہتے پھریں گے۔

اہلِ علم، خصوصاً شعراء کے متعلق اکثر یہ سنا ہے کہ ہمعصروں اور پیشروؤں کے کمال کا اعتراف کرنے میں بخل سے کام لیتے ہیں۔ استاد مرحوم میں یہ بات نہ تھی۔ بہت فراخ دل تھے۔فرماتے غالب اپنے زمانے کے لحاظ سے بہت اچھا لکھتا تھا۔میر کے بعض اشعار کی بھی تعریف کرتے۔ امیر خسرو کے بھی معترف تھے۔ برملا کہتے کہ ذہین آدمی تھے اور ان کی کہہ مکرنیاں ہمیشہ یادگار رہیں گے۔امیر خسرو کی ایک غزل استاد مرحوم کی ایک غزل کی زمین میں ہے۔فرماتے، انصاف یہ ہے کہ پہلی نظر میں فیصلہ کرنا دشوار ہو جاتا ہے کہ ان میں سے کون سی بہتر ہے۔ پھر بتاتے کہ امیر خسرو مرحوم سے کہاں کہاں محاورے کی لغزش ہوئی ہے۔

استاد مرحوم کو عموماً مشاعروں میں نہیں بلایا جاتا تھا۔ کیونکہ سب پر چھا جاتے تھے اور اچھے اچھے شاعروں کو خفیف ہونا پڑتا۔خود بھی نہ جاتے تھے کہ مجھ فقیر کو ان ہنگاموں سے کیا مطلب۔ البتہ حویلی کا مشاعرہ ہوا تو ہمارے اصرار پر اس میں شریک ہوئے اور ہر چند کہ مدعو نہ تھے۔ منتظمین نے ہاتھوں ہاتھ لیا۔ دیوانہ کسمنڈوی، خیال گڑگالوی اور حسرت بانس بریلوی جیسے اساتذہ اسٹیج پر موجود تھے۔ اس کے باوجود استاد مرحوم کو سب سے پہلے پڑھنے کی دعوت دی گئی۔ وہ منظر اب تک راقم کی آنکھوں میں ہے کہ استاد نہایت تمکنت سے ہولے ہولے قدم اٹھاتے مائیک پر پہنچے اور ترنم سے اپنی مشہور غزل پڑھنی شروع کی۔

ہے رشتۂ غم اور دلِ مجبور کی گردن
ہے اپنے لئے اب یہ بڑی دور کی گردن

ہال میں ایک سناٹا چھا گیا۔لوگوں نے سانس روک لیے۔ استاد مرحوم نے داد کیلئے صاحبِ صدر کی طرف دیکھا لیکن وہ ابھی تشریف نہ لائے تھے۔ کرسی صدارت خالی پڑی تھی۔ دوسرا شعر اس سے بھی زیادہ زوردار تھا۔

صد حیف کہ مجنوں کا قدم اٹھ نہیں سکتا
اور دار پہ حضرتِ منصور کی گردن

دوسرا مصرعہ تمام نہ ہوا تھا کہ داد کا طوفان پھٹ پڑا۔مشاعرے کی چھت اڑنا سنا ضرور تھا دیکھنے کا اتفاق آج ہوا۔اب تک شعراء ایک شعر میں ایک مضمون باندھتے رہے ہیں وہ بھی مشکل سے۔اس شعر میں استاد مرحوم نے ہر مصرعہ میں ایک مکمل مضمون باندھا ہے اور خوب باندھا ہے۔لوگ اسٹیج کی طرف دوڑے۔ غالباً استاد مرحوم کی پابوسی کیلئے لیکن رضا کاروں نے انہیں باز رکھا۔اسٹیج پر بیٹھے استادوں نے جو یہ رنگ دیکھا تو اپنی غزلیں پھاڑ دیں اور اٹھ گئے۔ جان گئے تھے کہ اب ہمارا رنگ کیا جمے گا۔ادھر لوگوں کے اشتیاق کا یہ عالم تھا کہ تیسرے شعر ہی پر فرمائش ہونے لگی۔مقطع پڑھئے، مقطع پڑھئے...... چوتھے شعر پر مجمع بے قابو ہو رہا تھا کہ صدر جلسہ کی سواری آگئی اور منتظمین نے بہت بہت شکریہ ادا کر کے استاد مرحوم کو بغلی دروازے کے باہر چھوڑ کر اجازت چاہی۔اب ضمناً ایک لطیفہ سن لیجئے جس سے اخبار والوں کی ذہنیت عیاں ہوتی ہے۔دوسری صبح روزنامہ ''پتنگ'' کے رپورٹر نے لکھا کہ جن استادوں نے غزلیں پھاڑ دیں تھی وہ یہ کہتے بھی سنے گئے کہ عجب نامعقول مشاعرے میں آگئے ہیں۔لوگوں کی بے محابا داد کو اس بد باطن نے ہوٹنگ کا نام دیا اور استاد مرحوم کے اس مصرعہ کو

''صد حیف کہ مجنوں کا قدم اٹھ نہیں سکتا''

بوجہ لاعلمی یا شرارت بجائے توارد کے سرقہ قرار دیا۔بات فقط اتنی تھی کہ منتظمین نے ایڈیٹر ''پتنگ'' کے اہلِ خانہ کو مشاعرے کے پاس معقول تعداد میں نہ بھیجے تھے۔اگر یہ بات تھی تو اسے منتظمین کے خلاف لکھنا چاہئے تھا نہ کہ استاد مرحوم کے خلاف۔اور پھر اس قسم کے فقروں کا کیا جواز ہے کہ استاد چراغ شعر نہیں پڑھ رہے تھے روئی دھن رہے تھے۔صحیح محاورہ روئی دھنا نہیں روئی دھنکنا ہے۔

اس دن کے بعد سے مشاعرے والے استاد مرحوم کا ایسا ادب کرنے لگے کہ استاد مرحوم اپنی کریم النفسی سے مجبور ہو کر پیغام بھجوا دیتے کہ میں شریک ہونے کے لیے آرہا ہوں تو وہ خود معذرت کرنے کے لیے دوڑے آتے کہ آپ کی صحت اور مصروفیات اس کی اجازت نہیں دیتیں۔ استاد تو استاد ہیں۔ہمیں ان کے ناچیز شاگردوں کو بھی رقعہ آجاتا کہ معمولی مشاعرہ ہے۔آپ کے لائق نہیں زحمت نہ فرمائیں۔

اپنا کلام مضبوط ولائتی کاغذ پر لکھتے اور جب پورا رجسٹر ہو جاتا تو اس کی جلد بندھوا کر، جلد اوّل، جلد دوم وغیرہ لکھ کر الماری میں سجا دیتے۔مولانا کے ہاں مخطوطات کا بہت بڑا ذخیرہ تھا اور ایک بات میں تو یہ ذخیرہ برٹش میوزیم، انڈیا آفس، خدا بخش لائبریری وغیرہ کے ذخیروں سے بھی ممیز اور فائق سمجھنا چاہئے۔ان کتب خانوں میں سب مخطوطات پرانے زمانے کے ہیں۔بعض تو ہزار ہزار سال پرانے۔خستہ اور بدرنگ۔ہاتھ لگاؤ تو مٹی ہو جائیں۔لیکن استاد مرحوم کے سبھی مخطوطات نہایت اچھی شکل میں تھے اور زیادہ تر ان کے اپنے ہاتھ کے لکھے ہوئے۔بیسویں صدی کے مخطوطات کا اتنا بڑا ذخیرہ غالباً کسی کے پاس نہ ہوگا۔استاد کی چیزیں جو طباعت کے عیب سے آلودہ نہ ہوئیں، اسے بھی راقم مصلحتِ خداوندی سمجھتا ہے۔اگر سبھی چیزیں چھپ جایا

کریں تو قلمی نسخے کہاں سے آیا کریں اور قلمی نسخے نہ ہوں تو لوگ ریسرچ کس چیز پر کریں اور ریسرچ نہ ہو تو ادب کی ترقی رک جائے اور پی ایچ ڈی نقاد پیدا ہونے بند ہو جائیں۔

راقم نے ایک بار عرض کیا کہ ان نوادر کو تو کسی ریسرچ لائبریری میں ہونا چاہئے۔ فرمایا! میرا اپنا یہی خیال تھا اور میں نے پنجاب یونیورسٹی لائبریری کو لکھا بھی تھا اور مسودات کی فہرست منسلک کی تھی۔ ان بیچاروں نے شکریہ ادا کیا لیکن معذرت کی کہ فی الحال ہماری لائبریری میں جگہ کی کمی ہے۔ البتہ نعمت اللہ کباڑی مرحوم کہ دہلی کے ایک علم دوست گھرانے سے تعلق رکھتے تھے اکثر انکے گھر کا چکر کاٹتے تھے اور مخطوطات جدیدہ و مفیدہ کا یہ سارا ذخیرہ اٹھانے کو تیار رہتے تھے۔ اماں بی یعنی استاد مرحوم کی منجھلی اہلیہ نے کئی بار کہا بھی کہ اس وقت اچھا بھاؤ جا رہا ہے تلوا لو لیکن استاد مرحوم نے کبھی ایچ گوارا نہ کیا۔ جواب دیا تو یہی کہ میرا مقصد جلب منفعت نہیں، خدمت ادب ہے۔

استاد مرحوم کا خط نہایت پاکیزہ اور شکستہ تھا۔ کسی خاص صنعت میں لکھتے تھے۔ جس کا نام اس وقت راقم کے ذہن سے اتر گیا ہے۔ خوبی اس کی یہ ہے کہ صرف لکھنے والے کو اسے پڑھ سکتا ہے۔ راقم التحریر کے املا میں بھی جو لوگوں کو خصوصیت نظر آتی ہے۔ ادھر ہی کا فیضان ہے۔

طبیعت میں ایجاد کا مادہ تھا۔ لکیر کے فقیر نہ تھے۔ اب اسی لفظ فیضان کو لیجیے۔ اسے وہ ظ سے لکھتے تھے۔ ایک بار طوطا رام صیاد نے اس پر اعتراض کیا۔ یہ صاحب ہوشیار پور کے رہنے والے اور معمولی تعلیم یافتہ تھے۔ استاد مرحوم نے چمک کر جواب دیا۔ یہ ہماری زبان ہے پیارے۔ ہم جیسا لکھیں گے وہی سند ہوگا۔ ماسٹر جی اپنا سا منہ لے کر رہ گئے۔ بعد میں راقم کو استاد مرحوم نے ایک مستند قلمی نسخے میں فیضان ظ سے لکھا ہوا دکھایا۔ اس نسخے کا نام یاد نہیں لیکن کم از کم پچیس سال پرانا ہوگا اور خود استاد مرحوم کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا۔ ان شہادتوں کے باوجود وسیع القلب اتنے تھے کہ آخر عمر میں فرمایا کرتے ض سے لکھنا بھی غلط نہیں ہے۔ اسی طرح بہت سے اور الفاظ تھے جن کا تلفظ اور املا وہ رُواجِ عام سے ہٹ کر کرتے تھے۔ کوئی انگشت نمائی کرتا تو جواب دیتے کہ ہمارے گڑگاؤں میں یونہی لکھتے اور بولتے ہیں۔ معترض چپ ہو جاتا۔

استاد مرحوم ہاتھ دیکھنے میں ید طولیٰ رکھتے تھے اور طبیب حاذق بھی تھے۔ آخر میں طبابت تو انہوں نے ترک کر دی تھی کیونکہ ایک مریض کے رشتہ داروں نے جو ان کے زیر علاج تھا اور ان کی تیر بہدف دوا حکمی، کی ایک خوراک کھانے کے بعد خالق حقیقی سے جاملا تھا۔ بے وجہ ایک فساد کھڑا کر دیا تھا اور نوبت پولیس تھانے تک پہنچی تھی۔ دست شناسی کا شوق البتہ جاری تھا۔ طبابت کی طرح اس فن میں بھی نہ کسی کے شاگرد تھے نہ کوئی کتاب پڑھی۔ خود فرماتے مبدء فیاض کی دین ہے۔ ماضی کا حال نہایت صحت سے بتاتے۔ لیکن اجنبیوں کا ہاتھ دیکھنا پسند نہ کرتے تھے۔ انہی سے کھلتے جن سے دیرینہ واقفیت اور رسم و راہ ہوتی۔ مستقبل کے بارے میں ان کا اصول تھا کہ لوگوں کو صحیح بات نہ بتانی چاہئے۔ ورنہ ان کا تقدیر اور عالم غیب پر سے ایمان اٹھ جاتا ہے۔ اس فن سے ان کی آمدنی خاصی تھی اور اسی پر قانع تھے۔ اسکول کی تنخواہ بچا کر خدا کی راہ میں لوگوں کو سود پر دے دیتے۔

ایسی دیدہ زیب شخصیتیں چشمِ فلک نے کم ہی دیکھی ہونگی جیسے استاد چراغ.......... تھے۔ قد پانچ فٹ سے بھی نکلتا ہوا، جسم بھرا بھرا خصوصاً کمر کے آس پاس۔ سر پر میل خورے کپڑے کی ٹوپی اور اس کے ساتھ کی شیروانی۔ راقم نے کبھی ان کو ٹوپی کے بغیر نہ دیکھا۔ ایک بار خود ہی بتایا کہ ایک تو یہ خلاف تہذیب ہے، دوسرے کوے ٹھونگیں مارتے ہیں۔ ٹانگیں چھوٹی چھوٹی تھیں جس کی وجہ سے چال میں بچوں کی سی معصومیت تھی۔ رنگ سرمئی، آنکھیں سرخ و سفید اور پھر جلال ایسا کہ مائیں دیکھ کر بچوں کو چھپا لیتی تھیں۔ دانت تمباکو کی کثرت سے شہید ہو گئے تھے لہٰذا تمباکو چھوڑ دیا تھا۔ فقط نسوار کا شوق رکھا تھا۔ چشمہ لگاتے تھے لیکن ہماری طرح چشمے کے غلام نہ تھے۔ بالعموم اس کے اوپر سے دیکھتے تھے۔ سرخ کمر بند میں چابیوں کا گچھا چاندی کی گھنگروؤں کی طرح بجتا۔ دور ہی سے معلوم ہو جاتا کہ حضرت تشریف لا رہے ہیں۔ ایک ہاتھ میں چھ انگلیاں تھیں۔ اس لیے گیارہ تک بآسانی گن لیتے۔ حواس پر ایسا قابو تھا کہ محفل میں چاہتے بیٹھے بیٹھے سو جاتے اور خراٹے لینے لگتے۔ پھر آپ ہی آپ اٹھ بھی بیٹھتے۔ کھانے کا شوق ہمیشہ سے تھا۔ خصوصاً دعوتوں میں۔ فرماتے کھانے میں دو خوبیاں ہونی چاہئیں اچھا ہو اور بہت ہو۔ کھانے کے آداب کا ذکر کرتے تو فرماتے کہ سب سے پہلے شروع کرو اور سب سے آخر میں ختم کرو۔ جس ضیافت میں استاد مرحوم ہوتے لوگ کھاتے کم ان کی طرف رشک سے دیکھتے زیادہ تھے۔ لیکن یہ جوانی کی باتیں ہیں۔ آخر عمر میں پرہیزی کھانا کھانے لگے۔ میزبان کے ہاں کہلوا دیتے کہ یخنی وغیرہ کا انتظام کر لینا۔ اور میٹھے میں سوائے حلوہ کے اور کچھ نہ ہو۔ چوزے کے متعلق فرماتے کہ زود ہضم ہے۔ خون صالح پیدا کرتا ہے۔ دال سے احتراز فرماتے کہ نفخ پیدا کرتی ہے۔

بذلہ سنجی استاد مرحوم کی طبیعت میں ایسے تھی جیسے باجے میں راگ، جیسے تلوار میں جوہر۔ لطائف بیربل و ملا دو پیازہ کے سب لطیفے نوک زبان تھے۔ ان سے محفلوں کو گرماتے تھے۔ سچ تو یہ ہے کہ لطیفوں کی تخصیص نہیں۔ لوگ انکی دوسری باتوں پر بھی ہنستے تھے۔

ایسا بڑا آدمی اور سادگی کا یہ عالم کہ کبھی خیال نہ کیا کہ لباس میلا ہے یا پیوند لگا ہے۔ فرماتے انسان کا من اجلا ہونا چاہئے۔ تن تو ایک عارضی چولا ہے۔ اس مضمون کا کبیر کا ایک دوہا بھی پڑھتے۔ کپڑا پہننے کا سلیقہ تھا۔ ایک کالی اچکن کو پورے بیس برس تک چلایا۔ جب سردی آتی۔ اسی کو جھاڑ کر پہن لیتے۔ فرماتے کپڑے کے دشمن دو ہیں۔ دھوبی اور استری۔ واقعی سچ ہے۔ یہ اچکن جو آخر میں ملگجے رنگ کی ہوگئی تھی اور دور سے چرمی نظر آتی تھی دھوبی اور استری کے ہتھے چڑھ جاتی تو کبھی کی غارت ہوگئی ہوتی۔ ایک روز اسے پہنے راقم کے ہمراہ کسی قوالی میں جارہے تھے۔ قوالی کرنے نہیں، سننے کہ چوراہے پر رکنا پڑا۔ ایک مرد شریف نے نہ جانے کیا خیال کرکے ان کے ہاتھ پر ٹکہ رکھ دیا۔ راقم کچھ کہنے کو تھا کہ استاد مرحوم نے اشارے سے منع کردیا اور جیب ٹکہ میں ڈال لیا۔ یہی حال جوتے کا تھا۔ فرماتے جوتا ایسی چیز ہے کہ کبھی ناکارہ ہو ہی نہیں سکتا۔ تلا پھٹ جاتا تو نیا لگوا لیتے۔ اوپر کا حصہ پھٹ جاتا تو اسے بدلوا لیتے۔ داڑھی مہاراجہ رنجیت سنگھ کی طرح پُر رعب، گھنی اور لمبی۔ اسے ترشواتے نہیں تھے۔ فرماتے خدا کا نور ہے۔ بعض لوگوں کو گمان تھا کہ پیسہ بچانے کے لیے ایسا کرتے ہیں لیکن یہ غلط ہے۔ ان کے پاس پیسے بہت تھے اور جمع کرنے کا شوق بھی تھا لیکن پیسے کی طمع ان میں نہ تھی۔

استاد مرحوم یوں تو اپنے سبھی شاگردوں سے محبت کرتے تھے۔ حاجی امام دین سوختہ بیکری والے، خلیفہ اے ڈی مضراب مالک جنٹلمین ہیئر کٹنگ سیلون، حسین بخشی مدنی، عرائض نویس وغیرہ سبھی ان کے اخلاق حسنہ اور الطاف عمیم کی گواہی دیں گے لیکن راقم سے ان کو ربط خاص تھا۔ فرماتے میرے علم و فضل کا صحیح جانشین تو ہوگا۔ رات کا کھانا اکثر راقم کے ساتھ کھاتے اور وقت کی پابندی کا لحاظ اس درجہ تھا کہ ادھر ہم دسترخوان پر بیٹھے ادھر استاد مرحوم پھاٹک سے نمودار ہوئے۔ بچوں سے لگاؤ تھا جو بچہ ہمت کرکے ان کے قریب آتا انعام پاتا۔ ایک بار راقم کے بڑے بھتیجے کو ایک اکنی دی تھی۔ وہ اب تک استاد مرحوم کی یادگار کے طور پر رکھے ہوئے ہے۔ ایک دن فرمایا: ایک بات کہوں؟ راقم نے عرض کیا۔ فرمایئے۔ بولے جھوٹ تو نہ سمجھو گے؟ راقم نے کہا خانہ زاد کی کیا مجال! فرمایا۔ تو کان کھول کر سنو۔ میری نظر میں تم جوش، جگر وغیرہ بلکہ آج کل کے سبھی شاعروں سے اچھا لکھتے ہو راقم نے آبدیدہ ہوکر ان کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور عرض کیا کہ سب آپ کا فیض ہے۔ ورنہ بندہ کچھ بھی نہ تھا۔ قارئین اسی سے اندازہ کرسکتے ہیں کہ استاد مرحوم کی نظر کتنی گہری تھی اور رائے کتنی صائب ان کا یہ قول راقم نے اکثر لوگوں کو سنایا، بعضوں نے جو انصاف پسند تھے۔ اعتراف کیا کہ ہاں ایسے استاد کا ایسا شاگرد کیوں نہ ہو۔ کچھ ایسے بھی تھے جنہوں نے کہا کہ یہ بات شاید استاد نے فقط تمہارا دل بڑھانے کو کہی ہو۔ ان سے راقم کیا بحث کرتا۔ یہی کہا کہ آپ جو فرمائیں بجا ہے لیکن دل میں سوچا کہ جس شخص کو زندگی بھر تملق اور زمانہ سازی سے واسطہ نہ رہا ہو وہ اس بات میں کیوں مبالغہ کرنے لگا اور پھر اپنے ایک ادنیٰ شاگرد کے لیے۔

1963ء عجب ظالم سال تھا۔ اس میں دنیا کو ایک طرف صدر کینیڈی کا داغ دیکھنا پڑا اور دوسری طرف علم و فضل اور جود و سخا کا یہ آفتاب جس نے واقعی چراغ بن کر زمانے کو روشن کیا تھا غروب ہوگیا۔ عمر عزیز کے 82 برس ابھی پورے نہ ہوئے تھے کچھ دن باقی ہی تھے ہائے استاد۔

تم کون سے ایسے تھے کھرے داد وستد کے
کرتا ملک الموت تقاضا کوئی دن اور

وصال تاندلیانوالہ ہی میں ہوا جہاں استاد مرحوم پاکستان بننے کے بعد مقیم ہوگئے تھے اور گھی کی آڑھت کرتے تھے۔ سنا ہے معمولی بخار ہوا تھا اور ہرچند کہ اپنے ہی مجربات سے علاج کیا، طبیعت بگڑتی ہی گئی۔ راقم کو خبر ملی تو دنیا آنکھوں میں اندھیر ہوگئی۔ بے ساختہ زبان سے نکلا۔ ''ہائے الہ دین کا چراغ بجھ گیا'' عدد گنے تو پورے 1383ھ۔ کیسی برجستہ اور سہل ممتنع تاریخ ہے۔ آج استاد مرحوم زندہ ہوتے تو اس کی داد دیتے۔

(مطبوعہ ''خالد'' ربوہ)

هذا من فضل ربي

K.A.NAZEER AHMED

Mobile: 9847354898
Ph. Res.: 0495-405834
Off:0495-702163
13/602 F
Rly. Station Link Road
Near Apsara Theatre
Calicut-673002

All Kinds of Belts, School & Caps
WHOLESALE AND RE
SELLERS
BAG AND CHAPPAL P

APSARA BELT CORNER

اخبار مجالس

لجنہ اماء اللہ و ناصرات الاحمدیہ صوبہ پنجاب کے

چھٹے صوبائی سالانہ اجتماع کی رپورٹ

منعقدہ ۱۹-۲۰-۲۱ اکتوبر ۲۰۰۲ء

خالص روحانی ماحول میں مختلف دینی، علمی مقابلہ جات

علماء کرام کی تقاریر

صوبہ پنجاب، ہریانہ و ہماچل سے ۲۳۷ نومبائعات اور لجنہ بھارت کی ۸ مجالس سے ۳۰ مہمان مستورات کی شرکت

الحمد للہ کہ ثم الحمد للہ کہ لجنہ اماء اللہ و ناصرات الاحمدیہ پنجاب کو اپنا چھٹا صوبائی سالانہ اجتماع منعقد کرنے کی توفیق ملی۔

تشکیل اجتماع کمیٹی: اجتماع کے کاموں کو احسن رنگ میں پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لیے اجتماع کمیٹی تشکیل دی گئی۔ محترمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ کی خصوصی نگرانی میں اس کمیٹی نے جملہ انتظامات کی نگرانی کی۔

قیام گاہ: اجتماع کے موقعہ پر تینوں صوبہ جات سے آنے والی مہمان نومبائعات کے قیام و طعام کا نصرت گرلز اسکول میں انتظام کیا گیا تھا۔ خدا کے فضل سے ۲۳۷ مہمانوں کا قیام تھا۔

پروگرام اجتماع لجنہ بھارت و نومبائعات: اس مرتبہ تمام لجنہ اماء اللہ بھارت کو پہلے ہی صوبائی اجتماع کا پروگرام ارسال کر دیا گیا تھا۔ امسال نومبائعات لجنہ کے لیے ہندی زبان میں خصوصی پروگرام تیار کیا گیا تھا جو پنجاب، ہریانہ اور ہماچل کے تمام دیہاتوں میں ارسال کر دیا گیا تھا۔ چنانچہ اس کے نتیجہ میں پہلی مرتبہ ۹۷ ممبرات لجنہ نے اس اجتماع کے پروگراموں میں حصہ لیا۔

پہلا دن افتتاحی تقریب: اس اجتماع کی افتتاحی تقریب کا آغاز ۱۹/ اکتوبر کو محترمہ بشریٰ غوری صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ بھارت کی صدارت میں تلاوتِ قرآن کریم اور نظم خوانی سے ہوا۔ صدارتی خطاب میں محترمہ صدر صاحبہ نے تاریخ اسلام سے بعض چیدہ چیدہ واقعات کا ذکر کرتے ہوئے احمدی مستورات کو نمازوں کی طرف خصوصی توجہ دینے کی تلقین کی۔ بعد خطاب افتتاحی دعا کروائی گئی۔

بعدۂ لجنہ اماء اللہ اور ناصرات الاحمدیہ کی سالانہ رپورٹ پیش کی گئیں۔ ازاں بعد مکرم مولانا محمد حمید صاحب کوثر نے درس القرآن دیا۔ جس کے بعد ہماچل سے تشریف لائی ایک غیر مسلم ہندو خاتون آشا ٹھاکر صاحبہ نے جماعت کے متعلق اپنے نیک خیالات کا اظہار کیا۔

دوسرا اجلاس زیرِ صدارت محترمہ معراج سلطانہ صاحبہ سابقہ صدر لجنہ اماء اللہ بھارت منعقد ہوا جس میں ناصرات الاحمدیہ کے علمی مقابلہ جات ہوئے۔

شبینہ اجلاس کی صدارت محترمہ فرحت سلطانہ صاحبہ سیکریٹری تبلیغ لجنہ بھارت نے کی جس میں ناصرات کا دلچسپ مقابلۂ کوئز منعقد ہوا۔

دوسرا دن: دوسرے دن پہلے اجلاس کی کارروائی محترمہ بشریٰ چیمہ صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ پنجاب کی صدارت میں ہوا۔ اس اجلاس میں مقابلہ نظم خوانی ناصرات منعقد ہوا۔ بعد ازاں محترم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد نے درس الحدیث دیا۔ بعد ازاں پنجاب، ہریانہ اور ہماچل سے تشریف لائی ہوئی نومبائعات کا مقابلہ حفظ قرآن کریم، نظم خوانی اور تقاریر ہوا۔

دوسرے اجلاس کی کارروائی محترمہ شمیم بیگم صاحبہ سوز سیکریٹری تربیت لجنہ بھارت کی صدارت میں شروع ہوئی جس میں حفظ قرآنِ کریم کا مقابلہ ہوا۔

بعدۂ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان نے ''پردہ کی اہمیت'' اور بالخصوص چہرہ کے پردہ پر پُر معارف اور بصیرت افروز خطاب فرمایا۔ قرآن مجید اور احادیث کے علاوہ تاریخ اسلام کے واقعات اور حضرت مسیح موعودؑ اور خلفاء کرام کے ارشادات سے مزین اس خطاب سے سامعات نے بہت استفادہ کیا۔

شبینہ اجلاس محترمہ عائشہ شیراز صاحبہ جنرل سیکریٹری لجنہ چینئی کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اس میں مقابلہ حمد باری تعالیٰ لجنہ، کوئز ناصرات معیار دوئم اور بیت بازی ناصرات انفرادی ہوا۔

تیسرا دن: تیسرے دن پہلے اجلاس کی کارروائی محترمہ عائشہ بیگم صاحبہ رپورٹر لجنہ بھارت کی صدارت میں شروع ہوئی۔ اس اجلاس میں حفظ قرآن کریم معیار دوئم ناصرات، نظم خوانی معیار اوّل ناصرات، تقاریر معیار سوئم اور کوئز لجنہ اماء اللہ کے مقابلہ جات ہوئے۔ علاوہ ازیں نومبائعات لوکل قادیان کا مقابلہ حفظ قرآن کریم، نظم خوانی اور تقاریر ہوا۔

اختتامی اجلاس: اختتامی اجلاس کی کارروائی کا آغاز محترمہ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ بیگم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں تلاوتِ قرآن کریم اور ترانہ کے بعد حفظ قرآنِ کریم معیار اوّل ناصرات اور تقاریر معیار سوئم کے مقابلہ جات ہوئے۔ اس کے بعد ایک نظم اور واقفاتِ نو بچیوں نے ترانہ پیش کیا۔ بعدۂ ''سیرت حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ'' کے

عنوان پر محترمہ امۃ الحکیم صاحبہ نے تقریر کی۔

بعدۂ محترمہ حضرت سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ نے تمام مقابلہ جات میں پوزیشن لینے والی لجنہ و ناصرات میں اپنے دستِ مبارک سے انعامات تقسیم کیے۔ اپنے اختتامی خطاب میں محترمہ صدرِ اجلاس نے نیکیوں میں مسابقت کرنے کی تلقین فرمائی اور حضرت مصلح موعودؓ کے ارشادات کی روشنی میں ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ آپ نے حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کو اپنانے کی نصیحت کرتے ہوئے تربیتِ اولاد کی عظیم ذمہ داری کی طرف توجہ دلائی۔

بعدۂ محترمہ صدرِ اجلاس نے دُعا کرائی اور بفضلہ تعالیٰ یہ سہ روزہ اجتماع نہایت کامیابی کے ساتھ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

(رپورٹ مرتبہ: عائشہ بیگم صاحبہ، شمیم اختر گیانی صاحبہ، امۃ الحکیم صاحبہ)

صوبہ ہماچل میں نومبائعین کی تربیتی سرگرمیاں

ماہِ نومبر و دسمبر ۲۰۰۲ء میں صوبہ ہماچل کی ۲۵ جماعتوں کا تربیتی و مختلف جماعتی امور کے تعلق سے دورہ کیا گیا۔ اِن جماعتوں میں سے ۱۵ جگہ مجالسِ سوال و جواب منعقد کی گئی جن میں کثیر تعداد میں نومبائعین اور غیر مسلم احباب نے شرکت فرمائی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس دورہ میں -/۱۵،۰۰۰ روپیہ کا چندہ بھی وصول کیا گیا۔ اسی طرح دورانِ ماہ ہماچل سے کم و بیش چار ہزار نومبائعین غیر احمدی و بعض غیر مسلم دوستوں نے جلسہ سالانہ قادیان میں شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ اُن کے ایمانوں کو استحکام عطا فرمائے۔

(مولوی محمد نذیر مبشر سرکل انچارج ہماچل بمقام برنو)

لجنہ اماء اللہ بھونیشور

اللہ کے فضل سے ماہِ رمضان میں مسجد احمدیہ بھونیشور میں روزانہ ۴۰/۳۰ لجنات نمازِ تراویح کی ادائیگی کے لیے دور دراز سے آتی رہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ رمضان کی بیش از بیش برکات سے مستفید فرمائے۔

(جنرل سیکریٹری لجنہ اماء اللہ بھونیشور)

جماعتِ احمدیہ سرینگر کے زیرِ اہتمام مجلس خدام الاحمدیہ، انصار اللہ اور لجنہ اماء اللہ کے مشترکہ اجلاسات

جماعت احمدیہ سرینگر نے ۱۵ر ستمبر کو مقامِ احمدیت پر ایک مشترکہ اجلاس کا انعقاد کیا جس کی صدارت محترم الحاج عبدالسلام صاحب ٹاک صدر جماعت سرینگر نے فرمائی۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد محترم عبدالمجید صاحب لون (نو احمدی)، محترم ڈاکٹر محمود احمد صاحب، مکرم مولوی ابراہیم احمد صاحب، مکرم محمد یوسف خان صاحب وغیرہ نے مختلف رنگ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلیٰ و ارفع مقام کو بیان کیا۔ بعد ازاں محترم مولانا غلام نبی صاحب نیاز مشنری انچارج سرینگر نے تبلیغ میں حائل رکاوٹوں کا ذکر کرتے ہوئے بعض افراد کے قبولِ احمدیت کے واقعات سنائے۔ محترم صدرِ اجلاس نے انتظامیہ کو اس اجلاس کے کامیاب انعقاد مبارک باد دی اور جماعتِ احمدیہ سرینگر کی مساعی پر روشنی ڈالی۔

اس موقعہ پر لجنہ اماء اللہ نے علیحدہ طور پر اپنے اجلاسات کا انعقاد کیا۔ تمام شرکاء کے لیے دعوتِ طعام کا بھی اہتمام کیا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ اس اجلاس کے بہترین نتائج ظاہر فرمائے۔

(مراسلہ: ڈاکٹر اعجاز احمد صاحب - قائد مجلس خدام الاحمدیہ سرینگر)

جلسہ سیرت النبیؐ ایراڈاپلی (آندھرا پردیش)

مورخہ ۱۶ر ستمبر ۰۲ء کو بعد نماز مغرب و عشاء مکرم شیخ یعقوب صاحب کی صدارت میں جلسہ سیرت النبیؐ کا انعقاد کیا گیا۔ تلاوتِ قرآنِ کریم اور نظم خوانی کے بعد عزیزم سید چھوٹا گورا صاحب اور عزیزم شیخ اکبر صاحب نے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ بعدہ خاکسار نے سیرت النبیؐ کی روشنی میں نمازوں کی پابندی اور مالی قربانی کی اہمیت پر تقریر کی۔ صدارتی خطاب اور دعا کے بعد حاضرین میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔

اللہ تعالیٰ اس اجلاس کی برکات سے سب کو مستفید فرمائے۔

(عبدالمناف بنگالی معلم وقفِ جدید ایراڈاپلی، اے پی)

موضع گھمنی (ضلع گورداسپور) میں سنت بابا ہزارا سنگھ کی برسی پر جماعت احمدیہ کے نمائندے کی تقریر

مورخہ ۱۵ اکتوبر کو موضع گھمنی میں سنت بابا ہزارا سنگھ کی برسی کے موقع پر جماعتِ احمدیہ کے نمائندے کو شرکت کی دعوت دی گئی۔ چنانچہ اس موقع پر محترم گیانی تنویر احمد صاحب خادم نگرانی دعوت الی اللہ پنجاب و ہماچل نے احسن طریق پر جماعتِ احمدیہ کا تعارف کرایا اور محبت اور بھائی چارے پر زور دیا۔ اس موقعہ پر حاضرین کی ایک بڑی تعداد موجود تھی۔ جن تک اسلام کا امن بخش پیغام پہنچایا گیا۔ اس موقعہ پر درجنوں سیاسی اور معزز شخصیات اسٹیج پر موجود تھے۔ اللہ تعالیٰ اس کے بہترین نتائج ظاہر فرمائے اور جماعت کی نیک نامی میں اور اضافہ فرمائے۔

(دلاور خان قائد تعلیم مجلس انصار اللہ بھارت)

مجلس خدام الاحمدیہ حیدر آباد - اکتوبر ۲۰۰۲ء

دورانِ ماہ مجلس عاملہ کی ایک میٹنگ ہوئی اور تین تربیتی اجلاساتِ عامہ منعقد ہوئے۔ شعبہ تعلیم کے تحت ہفتہ وار تعلیمی کلاسز باقاعدگی سے جاری رہیں۔ شعبہ تبلیغ کے تحت روزانہ بک اسٹال مسجد احمدیہ و جوبلی ہال کے پاس

اور ہفتہ وار بُک اسٹال Metro Complex عابڈس میں باقاعدگی سے جاری رہا۔ شعبہ وقارِ عمل کے تحت اس ماہ پانچ وقارِ عمل منعقد ہوئے۔ سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی کامل صحت وسلامتی اور درازیٔ عمر کے لیے دو بکروں کی قربانی کی گئی اور گوشت غرباء میں تقسیم کیا گیا۔ نیز -/۴۰۰ روپے غرباء کو صدقہ کیے گئے۔ سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ بھارت میں حیدرآباد کے خدام کی مساعی نہایت تسلی بخش رہی۔ امسال ۲۸ خدام و اطفال نے سالانہ اجتماع میں شرکت کی اور ۱۶ انعامات حاصل کیے۔ الحمد للہ علیٰ ذلک۔

اللہ تعالیٰ ہمارے خدام کا زیادہ سے زیادہ خدمتِ دین کے میدان میں آگے بڑھنے کی توفیق دے۔ آمین

(معتمد مجلس خدام الاحمدیہ حیدرآباد)

کشن گڑھ کے تاریخی شہر اجمیر میں تبلیغی جلسہ کا انعقاد

مورخہ ۲۰ ستمبر ۲۰۰۲ء کو مسجد احمدیہ آدرش نگر اجمیر میں خاکسار کی صدارت میں ایک تبلیغی اجلاس کا انعقاد ہوا۔ اس اجلاس کے مہمانِ خصوصی جناب وجے کمار شرما ایم ایل اے تھے۔ جلسہ کا آغاز تلاوتِ قرآن کریم، نظم خوانی اور عہد خدام الاحمدیہ سے ہوا۔ اجلاس کی پہلی تقریر مکرم پروفیسر ڈاکٹر سید عبدالرزاق خان صاحب نے ''خدام کی ذمہ داریوں'' پر روشنی ڈالی۔ بعدہٗ مکرم قاری سید تنویر عالم صاحب نومبائع، مکرم ماسٹر بشیر احمد خان صاحب پٹھان، مکرم ارشد علی خان صاحب، مکرم قاری نظام الدین صاحب وغیرہم نے مختلف تربیتی پہلوؤں پر سیر کن روشنی ڈالی۔ آخر میں خاکسار نے جماعتِ احمدیہ کے قیام کی اغراض و مقاصد اور بانی تنظیم مجلس خدام الاحمدیہ حضرت مصلح موعودؓ کی اس مجلس کے قیام سے غرض و غایات ڈیڑھ گھنٹہ تک صدارتی تقریر کی۔ اس جلسہ میں کثیر تعداد میں غیر از جماعت افراد کے علاوہ ہندو سکھ بھائیوں نے بھی بڑی تعداد میں شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس حقیر مساعی کو متبول فرمائے۔

(ایم مختار احمد شکیل بھٹی۔ خادم سلسلہ اجمیر)

درخواست دعا

مکرم عبدالعلیم صاحب ولد عبدالعظیم صاحب آف عثمان آباد قائد صوبائی مہاراشٹر کے چھوٹے فرزند علیم احمد ریحان کا حلق میں اچانک کوئی چیز پھنس جانے کی وجہ سے انتقال ہوگیا ہے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

احباب سے خصوصی دعاؤں کی درخواست ہے کہ خدا ان کو اہلِ خانہ کو صبرِ جمیل کی توفیق عطا فرمائے اور نعم البدل عطا فرمائے اور ہر مصیبت سے محفوظ رکھے۔ (طالب دعا: وسیم احمد عظیم قائد مجلس خدام الاحمدیہ عثمان آباد)

پونچھ (کشمیر) میں آئی جی پی محترم چوہدری مسعود احمد صاحب و دیگر افسران کی آمد پر احمدیہ لٹریچر کی پیشکش

اللہ تعالیٰ کا بے حد فضل و کرم ہے کہ خاکسار کو پونچھ میں بہترین رنگ میں تبلیغ و تربیت کے کاموں کی توفیق مل رہی ہے۔ قبل ازیں ذرہ دلیاں، جھلاس میں کئی دورے کیے گئے۔ اور معلمین کرام کے ساتھ تربیت کا جائزہ لیا گیا۔ جلسہ سالانہ قادیان کے لیے بڑی تعداد میں غیر از جماعت احباب کو دعوت دی گئی اور جلسہ سالانہ کی بھرپور تشہیر کی گئی۔ اس سلسلہ میں محترم مولانا بشارت احمد صاحب بشیر نے ایک دعوت کا اہتمام کیا۔ چنانچہ آئی جی صاحب کے ساتھ دوسرے پولیس افسران بھی آپ کے ساتھ تھے۔ علاوہ ازیں شہر کی معزز شخصیات کو بھی اس میں تشریف لانے کے لیے دعوت دی گئی۔ جن میں قابلِ ذکر ایم ایل اے حویلی کے داماد عبدالطیف صاحب ایم اے، محترم پروفیسر مسرت متین شاہ صاحب ایم اے اور پروفیسر محمد زمان صاحب ایم اے ڈگری کالج پونچھ ہیں۔ جب خاکسار نے محترم آئی جی صاحب سے جماعت کا تعارف کرایا تو انہوں نے بہت خوشی کا اظہار کیا اور جماعت کی دینی، قومی اور ملی خدمات کی سراہنا کی۔ اس موقع پر دیگر شرکاء نے بھی جماعت کی طرف سے ماہِ مئی میں منعقد ہوئی کانفرنس کا ذکر کرتے ہوئے جماعت کی طرف سے شروع کیے گئے مذہبی بھائی چارے اور اخوت کی تحریک کی حمایت کی۔

M. C. Mohammad

Kodiyathoor

SUBAIDA TIMBER

Dealers In :

TEAK TIMBER, TIMBER LOG, TEAK POLES & SIZES TIMBER MERCHANTS

Chandakkadave, PO Feroke

KERALA 673631

☎ 0495 403119 (O)

402770 (R)

مطالعہ کے اصول

نثار احمد ڈار - معلّم سلسلہ دڑھے والی، امرتسر

آج کل اسکولوں میں جہاں بچوں کی پڑھائی کے نصاب میں بے پایاں اضافہ ہوا ہے وہیں طلباء کے معیار میں کمی وزوال ہوا ہے۔ اس کی ایک بڑی وجہ طلباء کا فضول مشاغل میں اپنے قیمتی وقت کو ضائع کرنا ہے۔ اس کی وجہ سے نہ تو انہیں کوئی جسمانی یا ذہنی فائدہ پہنچتا ہے اور مزید یہ کہ مطالعہ کا وقت بھی کئی مرتبہ اسی غرض میں صرف ہوجاتا ہے۔ پڑھائی کی غرض محض امتحان پاس کرنا نہیں ہے بلکہ اس کا مقصد آپ کو معاشرہ کے لیے ایک فائدہ مند وجود بنانا اور مستقبل کی ذمہ داریوں کے لیے آپ کو تیار کرنا ہے۔ لہٰذا اس مضمون میں خاکسار نے مطالعہ کے چند چیدہ چیدہ اصولوں کو بیان کرنے کی سعی کی ہے جن پر عمل پیرا ہوکر ہم کم سے کم وقت میں زیادہ معلومات اخذ کرسکتے ہیں۔

تاریخ میں ذکر ملتا ہے کہ ایک مرتبہ امام غزالیؒ کسی جنگل سے گذر رہے تھے کہ اُن کا سامنا ڈاکوؤں سے ہوگیا جنہیں اور کچھ نہ ملا تو آپ کی کتابوں کا تھیلا ہی چھین لیا۔ آپ کو اس سے بہت افسوس ہوا کیوں کہ اس میں آپ کی تمام تعلیم کا خلاصہ درج تھا۔ جو کچھ آپ نے ان سالوں میں سیکھا تھا وہ سب آپ نے بڑی محنت سے اُن کاپیوں میں درج کیا تھا۔ چنانچہ آپ نے ڈاکوؤں سے اُس تھیلے کو واپس کرنے کا اصرار کیا۔ ڈاکوؤں نے اُسے بے فائدہ جان کر واپس تو کردیا مگر ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ ایسے علم کا کیا فائدہ کہ اگر یہ کاپیاں جاتی رہیں تو آدمی کو کچھ بھی یاد نہ رہے۔ حضرت امام غزالیؒ کو اس بات کا بہت ہی اثر ہوا اور آپ نے اُس کے بعد تمام ضروری علوم کو زبانی حفظ کرلیا۔

اس واقعہ سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ ہمیں چاہئے کہ سیکھے ہوئے علم کی اہم باتیں ہمیں اپنے ذہنوں میں محفوظ کرنی چاہئیں۔ جہاں اس سے یادداشت کی قوت میں اضافہ ہوگا وہیں ہمیں ہر وقت کتابوں پر انحصار نہیں کرنا پڑے گا۔

- مطالعہ سے پہلے روشنی ہوا اور بیٹھنے کی آرام دہ جگہ کا انتخاب کریں۔
- اگر مطالعہ کے دوران آپ کو آنکھوں میں درد یا سر درد محسوس ہوتا ہے اُس کا فوراً علاج کروائیں۔
- ایک جگہ بیٹھ کر مستقل مزاجی کے ساتھ مطالعہ کرنے کی عادت پیدا کریں۔
- اگر ممکن ہو کلاس میں پڑھایا جانے والا سبق گھر سے ہی دوہرا کر جائیں اور پورے دھیان اور توجہ سے کام لیں۔
- دورانِ مطالعہ چھوٹے چھوٹے نوٹ تیار کرنے کی عادت ڈالیں۔ یہ نوٹ امتحان کے دوران آپ کے بہت کام آئیں گے۔
- مطالعہ کے دوران جو چیز سمجھ میں نہ آئے اُسے بار بار پڑھ کر سمجھنے کی کوشش کریں۔ اور جب تک وہ بات سمجھ میں نہ آئے آگے بڑھنے کی کوشش نہ کریں۔
- رات کو دیر تک مطالعہ کے بجائے صبح نماز اور تلاوتِ قرآن کے بعد مطالعہ کی عادت ڈالنی چاہئے۔ جہاں اس وقت ذہن بالکل تازہ ہوتا ہے وہیں ماحول کی خاموشی مطالعہ کے لیے بہترین موقعہ فراہم کرتی ہے۔
- مطالعہ کے دوران اگر تھکاوٹ محسوس ہو تو کچھ دیر کے لیے آنکھوں کو آرام دیں اور کچھ دیر کے لیے کسی دوسرے کام میں مشغول ہوجائیں۔
- اُستاد کے لیکچر کے دوران اگر کچھ ضروری نوٹ لکھنے کی ضرورت محسوس ہو تو مختصر اور جامع رنگ میں نوٹ لکھیں تا کہ اُستاد کا لیکچر سننے سے محروم نہ رہیں۔

علاوہ ازیں حفظ کی قوت بڑھانے کے لیے قرآنِ کریم کی بعض بڑی سورتوں کو بھی یاد کریں۔ نیز حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے تحریر کردہ قصائد کو بھی یاد کرنا فائدہ مند ہے۔

مطالعہ کے لیے اچھی صحت کا ہونا بھی ضروری ہے۔ اس کے لیے بادام اور کاجو جیسے خشک میووں کا استعمال کرنا چاہئے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ
اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ
وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ

طالبِ دُعا۔

AHMAD-FRUIT-AGENCY

Commision & Forwarding
Agents
ASNOOR(KULGAM)
KASHMIR

انعامی مقالہ

مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

بابت سال ۲۰۰۲-۰۳ء

خدام میں مضمون نویسی کا ملکہ پیدا کرنے کے لئے شعبہ تعلیم خدام الاحمدیہ بھارت کی طرف سے ہر سال ایک انعامی مقالہ لکھایا جاتا ہے۔ جس میں ہر مجلس سے کم ازکم ایک خادم کا حصہ لینا ضروری ہے۔ مقالہ دفتر میں پہنچنے کی آخری تاریخ 25 اگست 2003ء مقرر ہے۔ امسال درج ذیل عنوان رکھا گیا ہے

''حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کرامؓ کا جذبۂ اطاعت''

شرائط مقالہ درج ذیل ہیں:

☆ مقالہ کم ازکم آٹھ ہزار الفاظ پر مشتمل ہونا چاہئے۔

☆ حوالہ دیتے وقت کتاب کا نام اور مصنف کا نام ضرور تحریر کریں۔

☆ کاغذ کے دونوں اطراف حاشیہ چھوڑ کر لکھیں اور کاغذ کی پشت پر کچھ نہ لکھیں۔

☆ مقالہ معیاری ہو اور ٹھوس بنیادوں اور دلائل پر مبنی ہو، لکھائی صاف اور خوش خط ہونی چاہئے۔

☆ مقالہ درج ذیل زبانوں میں لکھا جا سکتا ہے: اردو، ہندی، انگریزی، پنجابی، ملیالم، بنگلہ، اڑیہ، تامل، تیلگو اور کنڈا۔

☆ انعامی مقالہ کے تعلق سے آخری فیصلہ مجلس کا ہوگا۔

☆ اول، دوئم اور سوئم آنے والے مقالہ نگاروں کو نقدی انعامات دئے جائیں گے۔

تمام قائدین مجالس سے درخواست ہے کہ اپنی مجلس کے جملہ خدام کو ہر سہ امور کی طرف توجہ دلائیں اور زیادہ سے زیادہ خدام کو ان میں شریک کرنے کی کوشش کریں۔ جزاکم اللہ احسن الجزا

مہتمم تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

مطالعہ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام

دورانِ سال مطالعہ کتب کے لیے **شھادۃ القرآن** مقرر کی گئی ہے۔ قائدین خدام کو اس کتاب کے مطالعہ کی تحریک کریں۔ اور ماہانہ کارگذاری رپورٹ میں اس کا ذکر کریں۔

مہتمم تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

آٹھواں سالانہ مقابلہ مضمون نویسی

مجلس اطفال الاحمدیہ بھارت

جملہ قائدین و ناظمین اطفال کی آگاہی کے لئے اعلان ہے کہ 8ویں سالانہ مقابلہ مضمون نویسی مجلس اطفال الاحمدیہ بھارت بابت سال 2002-03ء کے لئے محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے مندرجہ ذیل عناوین کی منظوری مرحمت فرمائی ہے:

۱-آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بچوں سے حسنِ سلوک

۲-حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور تربیتِ اولاد

۳-سیرت حضرت بانیٔ تنظیم مجلس اطفال الاحمدیہ

۴-مجلس اطفال الاحمدیہ اور ہماری ذمہ داریاں

۵-سچائی ہمارا شعار ہے۔

آپ سے درخواست ہے کہ آپ زیادہ سے زیادہ اطفال کو اس مقابلہ میں حصہ لینے کی تحریک کریں اور ذاتی دلچسپی لیتے ہوئے اطفال کو اس میں شامل کریں۔ مضمون نویسی میں ہر مجلس کے کم ازکم 3% فیصد اطفال شامل ہونے چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ آپکے ساتھ ہو۔ آمین

شرائط

1. مضمون کسی بھی علاقائی زبان میں تحریر کیا جا سکتا ہے۔
2. مضمون کم ازکم 3000 تین ہزار الفاظ پر مشتمل ہونا چاہئے۔
3. مضمون کاغذ کے دونوں طرف حاشیہ چھوڑ کر لکھیں اور کاغذ کی پشت پر نہ لکھیں۔
4. مضمون میں جو بھی عبارت بصورت واقعہ تحریر کی جائے وہ مستند ہونی چاہئے یعنی قرآن، حدیث، تاریخ و کتب بزرگان کے حوالہ جات مکمل اور صاف تحریر کئے جائیں اور کتب کا سن اشاعت بھی تحریر کیا جائے۔
5. مضمون کے ابتداء میں نام طفل، ولدیت، عمر، مجلس اور مکمل پتہ درج ہونا چاہئے۔
6. مضمون پر قائد مجلس کی تصدیق بے حد ضروری ہے۔
7. مضمون میں کسی بھی مقام میں سرخ سیاہی کا استعمال نہ کریں۔
8. مضمون بھیجنے کی آخری تاریخ 25/اگست 2003ء ہے۔
9. مضمون میں اول، دوئم و سوئم آنے والے اطفال کو سالانہ اجتماع مجلس اطفال الاحمدیہ بھارت کے موقعہ پر نقد انعام اور سندات کامیابی دی جائیں گی۔ نیز مقابلہ میں حصہ لینے والے تمام اطفال کو شمولیت کی سند دی جائے گی۔
10. انعامی مضمون کے متعلق آخری فیصلہ مجلس کا ہوگا۔

سیکریٹری تعلیم مجلس اطفال الاحمدیہ بھارت

انٹرنیٹ، ویب سائٹس اور ای میل کے متعلق جماعت احمدیہ کی پالیسی

1- بین الاقوامی جماعتِ احمدیہ کی باضابطہ ویب سائٹ (website) www.alislam.org ہے۔

2- یہ سائٹ امیر جماعتِ احمدیہ امریکہ کی نگرانی میں کام کررہی ہے، جنہوں نے اس کے جملہ انتظام کی ذمہ داری مکرم ڈاکٹر نسیم رحمت اللہ صاحب کے سپرد کی ہے۔ امیر جماعتِ احمدیہ امریکہ کی رپورٹ براہِ راست سیدنا حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں ارسال کرتے ہیں۔

3- تمام جماعتیں اور جماعتی کارکنان اپنی ذاتی ویب سائٹس اور Chat rooms بنانے سے بکلی اجتناب کریں۔ تمام ویب سائٹس فوراً منقطع کردی جائیں۔

4- جماعت کے افراد اپنی ایسی انفرادی ویب سائٹس بنانے سے گریز کریں جس میں جماعتی لٹریچر کو تحریری، صوتی یا تصویری material کے طور پر display کیا گیا ہو۔ مقامی جماعتی انتظامیہ اس طریق کو سختی سے روکیں۔

5- حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خط وکتابت عام ڈاک یا فیکس کے ذریعہ کی جائے۔ یہ ضروری ہے کہ حضور انور سے خط وکتابت کرتے وقت خط لکھنے والا اپنا مکمل نام، پتہ اور فون نمبر ضرور درج کریں۔ E-mail کے ذریعہ خط وکتابت قابلِ قبول نہ ہوگی۔

6- ذاتی معاملات کے لیے E-mail سے خط وکتابت کرنے کی اجازت ہے۔ تاہم جماعتی مالی نظام، جماعتی تجنید، جماعتی پالیسیوں، جماعتی عہدیداروں اور ذیلی اداروں کے عہدیداروں کے نام، پتہ جات اور فون نمبر **E-mail** کے ذریعہ یا انٹرنیٹ پر ظاہر نہ کیے جائیں اور نہ ہی اس تعلق سے گفتگو کی جائے۔

7- انٹرنیٹ ویب سائٹس اور E-mail کے متعلق تمام معاملات اپنے امیر جماعت کی وساطت سے ایڈیشنل وکیل التبشیر مکرم عبدالماجد صاحب طاہر کو لندن ارسال کیے جائیں۔

8- تمام جماعتوں، جماعتی اداروں اور احبابِ جماعت سے مذکورہ ہدایات کے متعلق مکمل تعاون اور اس پر سختی سے عمل درآمد کو یقینی بنانے کی درخواست ہے۔

معتمد مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

درخواست دعا ...... مکرم محمود احمد خان صاحب ولد محترم نذیر احمد خان صاحب یاری پورہ کشمیر والدین واہل وعیال کی صحت وسلامتی اور درازیٔ عمر، دینی ودنیاوی خیر وبرکت کے لیے جملہ قارئین کی خدمت میں دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ (راجا ظفر اللہ خان صاحب انسپکٹر مشکوۃ)

وقفِ جدید سال ۲۰۰۳ء کا آغاز

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مؤرخہ ۳-۱-۰۳ خطبہ جمعہ میں وقفِ جدید کے نئے سال کے آغاز کا اعلان فرمایا دیا ہے جسے احبابِ جماعت نے بذریعہ MTA براہِ راست سُن لیا ہے۔ گذشتہ سال کی طرح امسال بھی تمام دنیا کے ممالک میں ہندوستان چھٹے نمبر پر آیا ہے۔

اس وقت ہندوستان میں تبلیغ وتربیت کا کام وقفِ جدید کے تحت ہورہا ہے جس پر کثیر اخراجات ہورہے ہیں۔ اس سلسلہ میں سیّدنا حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعتہائے احمدیہ ہندوستان کو توجہ دلاتے ہوئے ایک خطبہ جمعہ میں فرمایا کہ

"میں اس وقت ہندوستان کی جماعتوں کو مخاطب کرکے کہتا ہوں کہ وقفِ جدید کے کام کو وہاں منظم کریں کیونکہ آپ کی اکثر تبلیغ وہاں پر وقفِ جدید کے ذریعہ ہورہی ہے۔ بہت سی پھیلتی ہوئی ضرورتیں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے وقفِ جدید نے سنبھال رکھا ہے اور وقفِ جدید کے نظام کو باہر جو امداد مل رہی ہے کوشش کریں کہ آپ جلد اس بیرونی امداد سے مبرّا ہوجائیں"۔

مندرجہ بالا ارشاد کے مطابق اپنے اپنے وعدہ جات میں نمایاں اضافہ کرکے سال ۲۰۰۳ء کا بجٹ لکھائیں کیونکہ امسال مجلس شوریٰ بھارت نے سال ۲۰۰۳-۰۴ء کے بجٹ میں سال ۲۰۰۲-۰۳ء کے بجٹ کے بالمقابل ۲۵% فیصد اضافہ کی سیدنا حضورانور کی خدمت اقدس میں سفارش کی ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام عہدیداران وافرادِ جماعت کو بڑھ چڑھ کر مالی قربانی کرنے کی توفیق دے۔ امین

دفتر وقفِ جدید کے انسپکٹران ونمائندگان کو تمام ہندوستان کی جماعتوں میں اس غرض کے لیے بھجوایا جارہا ہے۔ جماعتوں کو علیحدہ اطلاع بھی دی جارہی ہے۔ تعاون کی درخواست ہے۔ ...... **ناظم وقف جدید**

خصوصی تعاون

عرصہ زیرِ اشاعت میں درج ذیل مجالس نے اعانت مشکوۃ میں خصوصی طور پر حصہ لیا ہے۔

مجلس خدام الاحمدیہ چارکوٹ	Rs920-00
〃 〃 علی گڑھ	700-00
〃 〃 رِشی نگر	4160-00

ادارہ مشکوۃ ان ہرسہ مجالس کا شکریہ ادا کرتا ہے۔ جزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء

(مینیجر مشکوۃ)

JMB Ricemill Pvt. Ltd.

AT: TISALPUT, P.O.: RAHANJA, BHADRAK, PIN-756111
Ph: 06784-50853 Res: 50420

"انسان کی ایک ایسی فطرت ہے۔ کہ وہ خدا کی محبت اپنے اندر مخفی رکھتی ہے پس جب وہ محبت تزکیہ نفس سے بہت صاف ہو جاتی ہے اور مجاہدات کا صیقل اس کی کدورت کو دور کر دیتا ہے تو وہ محبت خدا کے نور کا پرتو حاصل کرنے کے لئے ایک مصفا آئینہ کا حکم رکھتی ہے۔ جیسا کہ تم دیکھتے ہو جب مصفا آئینہ آفتاب کے سامنے رکھا جائے تو آفتاب کی روشنی اس میں بھر جاتی ہے" (کلام امام الزمان)

RAKESH JEWELLERS

01872 21987 (S) PP
01872 20290 (R)

MAIN BAZAR QADIAN.

For every kind of Gold and Silver ornament.

All kinds of Rings &
"Alaisallah" Rings also sold

KISHEN SETH, RAKESH SETH

Syed Zishan
Prop.

Adnan
Electronics Amroha

Manufacturer & Suppliers
D.C. Fan & D.C. Light Parts

Phone:05922-60826(off).60055(Res)

Uroosa Trading Co.
Chaman Bidi Street, Amroha
J.P. Nagar-244221

نمایاں کامیابیاں

عزیزم معراج الدین، کوریل (کشمیر)

دوران سال صوبہ کشمیر میں سرکاری سکولوں میں حکومتی سطح پر پہلی مرتبہ منعقد ہونے والے مقابلہ بیت بازی میں عزیز معراج الدین احمد کوریل کشمیر نے تیسری پوزیشن حاصل کی ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔ عزیز نے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام، خلفاء کرام اور احمدی شعراء کرام کے اشعار سے مقابلہ کیا اور صوبائی سطح پر تیسری پوزیشن حاصل کی۔ اور سرٹیفیکیٹ کے علاوہ نقد انعام بھی حاصل کیا۔ اس موقعہ پر ڈائریکٹر آف ایجوکیشن اور دیگر کئی معزز شخصیات بھی موجود تھیں۔

عزیز اس وقت بطور ناظم اطفال خدمت سر انجام دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ عزیز موصوف کو یہ اعزاز مبارک کرے اور آئندہ بھی عظیم کامیابیاں حاصل کرنے کی توفیق دے۔

عزیز تسنیم مبارک، چیک ایریچھ (کشمیر)

عزیز تسنیم مبارک جن کا تعلق مجلس خدام الاحمدیہ چیک ایریچھ، کشمیر سے ہے، نے کولکاتہ یونیورسٹی میں Agronomy (ایگری کلچر) میں 81% فیصد نمبرات حاصل کر کے اوّل پوزیشن حاصل کر کے گولڈ میڈل حاصل کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس اعزاز کو عزیز موصوف کے لیے ہر لحاظ سے خیر و برکت کا موجب بنائے۔ امین

احمدی نوجوان کو بہادری کے لئے سونے کا طمغہ

چیف منسٹر کیرلہ نے ایوارڈ سے نوازا

جماعت احمدیہ پینگاڈی کیرلہ عزیز معین احمد صدیقی کو جس کی عمر 14 سال ہے صوبہ کیرلہ کے دارالخلافہ ٹریوینڈرم میں Kerala State کی Coucil For Child Welfare کی طرف سے منعقدہ تقریب میں 14-11-2002 کو Bravery Award 2002 سے نوازا گیا۔ صوبہ بھر کے بچوں میں سے صرف دس بچوں کو اس انعام کے لئے منتخب کیا گیا۔ ان دس بچوں میں معین احمد صدیقی بھی شامل ہے۔ بہادری کے انعام کے لئے عزیزم کو منتخب کرنے کی جو وجہ حادثہ کی شکل میں پیش آئی وہ حسب ذیل ہے۔

معین احمد کا چھوٹا بھائی جس کی عمر دس سال ہے کھیلتے کھیلتے کنویں میں گر پڑا۔ کنویں میں کافی پانی تھا۔ بھائی کو غوطہ کھاتے ہوئے دیکھ کر اپنی جان کی پرواہ کئے بغیر معین احمد نے کنویں میں چھلانگ لگادی۔ چھوٹے بھائی کو بچاتے ہوئے وہ خود بھی غوطہ کھانے لگا مگر معین احمد نے ہمت نہ ہاری اسی کوشش میں اچانک اس کا ہاتھ پانی کے پائپ پر جا پڑا اور بصد مشکل بھائی سمیت جان بچانے میں کامیاب ہو گیا۔ الحمد للہ

Asianet Black Thunder کے تعاون سے دیا جانے والا اس گولڈ میڈل کے ہمراہ پانچ ہزار روپے کا Cash Award اور ایک کپ بھی انعام میں دیا گیا جس کو اولمپک کھلاڑی Miss Bina سے معین احمد نے حاصل کیا۔

اس تقریب کی کاروائی Asianet T.V. نے اپنی نشریات میں دوبار Telecast کی۔ عزیز معین احمد مکرم ناصر احمد صدیق کا بیٹا اور مکرم مرحوم صدیق امیر علی صاحب کا پوتا ہے اور خاکسار کا بھتیجہ ہے۔

احباب سے درخواست ہے کہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ عزیزم کو دینی و دنیاوی ترقیات عطا فرمائے اور خادم دین بنائے۔ امین

(خاکسار صدیق اشرف علی موّرال)

مینیجر مشکوٰۃ

محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے مکرم مولوی حافظ مخدوم شریف صاحب مہتمم تبلیغ مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کو آئندہ کے لئے مینیجر مشکوٰۃ مقرر فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ مکرم موصوف کے لئے یہ اعزاز مبارک فرمائے اور بہترین رنگ میں خدمت کی توفیق و سعادت عطا فرمائے۔ امین

جملہ مجالس و قارئین مشکوٰۃ سے بھرپور تعاون کی درخواست ہے۔

طاہر احمد چیمہ
معتمد مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

ایمان اور خدمت

''جسقدر کوئی خدمت کرتا ہے اسی قدر وہ راسخ الایمان ہو جاتا ہے'' (ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۴۰)

وصایا

منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی دوست کو کسی بھی جہت سے اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر مطلع فرمائیں۔

سیکریٹری بہشتی مقبرہ

وصیت نمبر 15197

میں اکرم محمد ولد مکرم دین محمد صاحب مرحوم قوم لوہار مسلم پیشہ ریٹائرڈ ٹیچر عمر 60 سال تاریخ بیعت دسمبر ۱۹۹۶ء ساکن سیکھو ڈاکخانہ خاص ضلع بھٹنڈہ صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۹/۸/۲۰۰۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میری اس وقت غیر منقولہ جائیداد ایک رہائشی مکان ہے، جو سیکھو گاؤں ضلع بھٹنڈہ میں واقع ہے۔ اس کے علاوہ میری کوئی جائیداد نہیں ہے۔ خاکسار سرکاری ملازمت سے ریٹائر ہو چکا ہے۔ اور مجھے پنشن -/۳۳۳۱ روپے ملتی ہے۔ اس سے میں ہر ماہ ۱/۱۰ حصہ آمد ادا کرتا رہوں گا۔ اور اگر آئندہ کوئی مزید آمد یا جائیداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع دفتر کارپرداز بہشتی مقبرہ قادیان کو کرتا رہوں گا۔ اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔

میری یہ وصیت ۱/۹/۰۲ سے نافذ العمل ہوگی۔

گواہ شد	العبد	گواہ شد
نعیم احمد ڈار	اکرم محمد	انیس احمد خان

وصیت نمبر 15198:

میں حافظہ خاتون بیوہ محترم مقبول احمد صاحب مرحوم قوم احمدی پیشہ خانہ داری عمر ۵۸ سال پیدائشی احمدی ساکن باری نگر ڈاکخانہ ٹلکو کالونی، جمشید پور ضلع سنگھ بھوم صوبہ جھارکھنڈ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱/۴/۰۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ، غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔

میری اس وقت درج ذیل منقولہ وغیر منقولہ جائیداد ہے:

۱- زیور طلائی کان کے پھول ۲ جوڑے وزن ۳ گرام قیمت 1500-00

۲- // // انگوٹھی ایک عدد $2^1/2$ گرام قیمت 1750-00

۳- // // نتھ طلائی ایک عدد 2 گرام قیمت 1100-00

۴- مکان ترکہ شوہر باری نگر جمشید پور ۴ کٹھہ

زمین کی قیمت اندازاً ۷۰۱ ہزار روپیہ اور مکان دو کمروں پر مشتمل قیمت ۲۵ ہزار روپیہ ۱/۸ حصہ کی حقدار ہوں۔ آبائی جائیداد سونگھڑہ میں تھی جو پہلے فروخت کر کے گھریلو اخراجات میں رقم خرچ کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ حق مہر میرا -/۵۰۷ روپیہ تھا جو میں نے مرحوم خاوند کو اُن کی زندگی میں ہی معاف کر دیا تھا۔ اس وقت آبائی جائیداد کوئی نہیں ہے۔

میری اس وقت کوئی آمد نہیں ہے۔ میں ہر ماہ رہن سہن کے معیار کے مطابق ماہوار -/۳۰۰ روپیہ کے اخراجات پر حصہ آمد میں چندہ ادا کرتی رہوں گی۔

نیز آئندہ اگر کوئی آمد یا جائیداد مزید پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز قادیان کو دیتی رہوں گی اور اس پر بھی میری وصیت حاوی ہوگی۔

میری وصیت ۱/۱/۲۰۰۲ سے نافذ العمل ہوگی۔

ربنا تقبل منا انك أنت السميع العليم

گواہ شد	الامۃ	گواہ شد
سید جمیل احمد ولد سید ہمام الدین احمد مرحوم	حافظہ خاتون	سید آفتاب عالم ولد سید محمد عاشق حسین صاحب مرحوم

وصیت نمبر 15199:

میں امۃ الرحمن مبارکہ بنت محترم مقبول احمد صاحب مرحوم قوم احمدی پیشہ طالب علم عمر ۱۹ سال پیدائشی احمدی ساکن باری نگر جمشید پور ڈاکخانہ ٹلکو کالونی جمشید پور ضلع سنگھ بھوم صوبہ جھارکھنڈ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۱/۱۲/۰۱ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔

میری اس وقت منقولہ وغیر منقولہ جائیداد کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۱- دو عدد طلائی انگوٹھی وزن	۵ گرام
۲- دو عدد طلائی کڑے وزن	۱۸ گرام
۳- گلے کی چین معہ لاکٹ وزن	۷ گرام
۴- کان کے پھول ایک جوڑی وزن	۹ گرام
۵- کان کے کانٹے دو جوڑی وزن	۲۵ گرام
کل وزن طلائی	**64** گرام
زیور نقرئی ایک پازیب	۷۰ گرام

اسکے علاوہ میری اپنی کوئی جائیداد نہیں ہے البتہ میرے والدین کی جائیداد بصورت مکان جمشید پور میں ہے والد صاحب مرحوم موصی تھے۔

والدہ حیات ہیں۔ وہ بھی موصیہ ہیں۔ اس جائیداد میں والدہ صاحبہ کے علاوہ پانچ بھائی اور دو بہنیں شریک ہیں۔ جائیداد ابھی تقسیم نہیں ہوئی ہے۔ جائیداد ملنے پر دفتر بہشتی مقبرہ کو اطلاع کردوں گی۔ اس پر بھی میری وصیت حاوی ہوگی۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کرتی ہوں۔

میں اس وقت بی۔اے۔کی طالبہ ہوں۔ کوئی آمد نہیں ہے۔ اخراجات خورد ونوش -/۳۰۰ روپیہ ماہوار تازیست اس کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ نیز اگر آئندہ کوئی آمد یا جائیداد مزید پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔

میری وصیت ۲۰۰۲-۱۲-۱ سے نافذ العمل ہوگی۔

گواہ شد	الامۃ	گواہ شد
سید جمیل احمد	امۃ الرحمٰن مبارکہ	سید آفتاب عالم
ولد سید حسام الدین احمد مرحوم		ولد سید محمد عاشق حسین صاحب مرحوم

وصیت نمبر 15200

میں کے وی حسن کویا ولد مکرم وی محمد صاحب مرحوم پیشہ ریٹائرڈ عمر 55 سال تاریخ بیعت 69-5-13 ساکن کالیکٹ ڈاکخانہ کالیکٹ ضلع کالیکٹ صوبہ کیرلہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 11/08/02 حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اس وقت میری کوئی جائیداد نہیں ہے۔ اور آبائی جائیداد سے کوئی حصہ نہیں ملا۔

میری آمد اس وقت بصورت وظیفہ مبلغ -/۳۴۰۲ روپے ہے۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ تازیست اس آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ نیز خاکسار کو P.F. وغیرہ ملنا ہے۔ ملنے پر اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دوں گا۔

نیز آئندہ اگر کوئی آمد یا جائیداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دوں گا۔ اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔

میری وصیت ۰۲-۸-۱ سے نافذ العمل ہوگی۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

گواہ شد	العبد	گواہ شد
محمد انور احمد	کے وی حسن کویا	عبدالرزاق
ولد محمد منصور احمد صاحب قادیان		ولد مکرم عبداللہ صاحب [illegible] قادیان

وصیت نمبر 15201

میں منصورہ الدین زوجہ مکرم محمد رشید صاحب طارق قوم احمدی پیشہ میڈیکل پریکٹس عمر ۲۸ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۰۲-۶-۱۰ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ میری غیر منقولہ جائیداد کوئی نہیں ہے اور منقولہ جائیداد کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۱-حق مہر بذمہ خاوند		25000-00
زیورات طلائی چوڑیاں چار عدد چھ تولہ		
کڑے دو عدد ایک تولہ		
ہار ایک عدد مع کانٹے وچین پانچ تولہ		
دو ہار تین تولہ		
تین انگوٹھیاں ایک تولہ		
کل وزن 16 تولہ	اندازاً قیمت	80000-00
زیورات نقرئی ایک سیٹ تین تولہ	اندازاً قیمت	225-00
میزان		105225-00

میں اس وقت پرائیویٹ طور پر ہومیوپیتھک کی میڈیکل پریکٹس کرتی ہوں جہاں سے مجھے ماہانہ -/۳۰۰۰ روپے آمد ہوتی ہے۔ میں اپنی آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی رہوں گی۔ اور اس کے علاوہ اگر کوئی آمد یا جائیداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز قادیان کو دیتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔

میری یہ وصیت مورخہ ۹۷-۱۲-۲ سے نافذ العمل کی جائے۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

گواہ شد	الامۃ	گواہ شد
محمد رشید طارق	منصورہ الدین	جاوید اقبال اختر
ابن مکرم محمد سعید صاحب انور		ابن مکرم چوہدری منظور احمد صاحب چیمہ

وصیت نمبر 15202

میں محمد کلیم خان ولد مکرم محمد سیف خان قوم پٹھان پیشہ ملازمت عمر 33 سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۰۲-۸-۲۷ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و

غیر منقولہ کے ۱۰/۱ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اس وقت میری غیر منقولہ جائیداد ۱۰ مرلے زمین ننگل باغباں میں کالواں گاؤں کی جانب ہے۔ اس کے علاوہ میری منقولہ و غیر منقولہ کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میں صدر انجمن احمدیہ قادیان کا ملازم ہوں۔ اور اس وقت مبلغ -/۳۲۲۶ روپے معہ الاؤنس تنخواہ ہے۔ اس کے علاوہ اگر کوئی آمد یا جائیداد پیدا کروں گا تو اس کی اطلاع دفتر سیکریٹری مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔

میری یہ وصیت ۰۲-۹-۱ سے نافذ العمل ہوگی۔

گواہ شد	العبد	گواہ شد
سید فہیم احمد	محمد کلیم خان	سید فیروز الدین قادیان

وصیت نمبر 15203

میں شاہ محمد حسیب احمد ولد مکرم شاہ محمد تسنیم احمد صاحب قوم احمدی پیشہ ملازمت عمر ۴۰ سال پیدائشی احمدی ساکن محلہ احمدیہ ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۰۲-۹-۳۰ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کُل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱۰/۱ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ میری اس وقت منقولہ و غیر منقولہ کوئی جائیداد نہیں ہے۔ اس وقت میرا گزارہ بصورت ملازمت صدر انجمن احمدیہ قادیان ماہوار -/۴۱۲۰ روپے پر ہے۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ تازیست اپنی آمد کا ۱۰/۱ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔

نیز اگر آئندہ کوئی آمد یا جائیداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دوں گا اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔

خاکسار کا ایک مکان مشترکہ واقع آرہ (بہار) مکان، مارکیٹ میرج ہال اور اراضی ہے۔ والد صاحب حیات ہیں اور اس میں ہم چار بھائی اور ۵ بہنیں حصہ دار ہیں۔ میری وصیت ۰۲-۱۰-۱ سے نافذ العمل ہوگی۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

گواہ شد	العبد	گواہ شد
محمد انور احمد	شاہ محمد حسیب احمد	سید پرویز افضل
ولد محترم منظور احمد صاحب قادیان		ولد محترم سید حمید الدین صاحب

وصیت نمبر 15204

میں سیدہ امۃ اللہ شمع زوجہ مکرم سید وثیق الدین احمد صاحب قوم سید پیشہ خانہ داری عمر 46 سال پیدائشی احمدی ساکن بھونیشور ڈاکخانہ نیا پلی ضلع خوردہ صوبہ اڑیسہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۰۰۲-۷-۱ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱۰/۱ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ میری اس وقت درج ذیل جائیداد ہے۔

۱- حق مہر	2000-00 روپیہ
۲- طلائی زیور: طلائی بالیاں ۴ گرام	
۳- دستی گھڑی	2000-00 روپیہ

آبائی جائیداد ابھی تقسیم نہیں ہوئی والد صاحب محترم سید یعقوب الرحمن صاحب بقید حیات ہیں اور موصی ہیں۔

خاکسار کی کوئی ذاتی آمد نہیں ہے۔ اخراجات خورونوش ماہوار -/۳۰۰ روپیہ پر تازیست حصہ آمد ادا کرتی رہوں گی۔

خاوند موصی ہیں اور ان کی ماہوار آمد -/15000 روپیہ ہے۔

میں وعدہ کرتی ہوں کہ تازیست اپنی آمد کا ۱۰/۱ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کرتی رہوں گی۔ نیز آئندہ اگر کوئی آمد یا جائیداد مزید پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز قادیان کو دیتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی میری وصیت حاوی ہوگی۔

میری وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ العمل ہوگی۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

گواہ شد	الامۃ	گواہ شد
سید وثیق الدین احمد	سیدہ امۃ اللہ شمع	محمد انور احمد
[illegible]		ولد محترم منظور احمد صاحب قادیان

وصیت نمبر 15205

میں نوید الفتح ولد محترم نظام الدین صاحب قوم احمدی شیخ پیشہ طالبعلم جامعہ احمدیہ عمر ۱۸ سال پیدائشی احمدی ساکن کٹک حال قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۰۲-۱۱-۱۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱۰/۱ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ میری اس وقت منقولہ و غیر منقولہ کوئی جائیداد نہیں ہے۔ اس وقت میں جامعہ احمدیہ قادیان کا طالبعلم ہوں اور ماہانہ -/۳۰۰ روپیہ جیب خرچ پر وصیت کرتا ہوں۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ تازیست اپنی آمد کا ۱۰/۱ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ نیز آئندہ اگر کوئی آمد یا جائیداد پیدا کروں تو اس

کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دوں گا۔اوراس پر بھی میری وصیت حاوی ہوگی۔

میری وصیت ۲۰۰۳-۱-۱ سے نافذ العمل ہوگی۔

ربنا تقبل منا انك أنت السميع العليم

گواہ شد	العبد	گواہ شد
محمد انور احمد	نوید الفتح	شریف احمد
ولد محمد منصور احمد صاحب		ولد بشیر احمد

وصیت نمبر 15206

میں مبشر احمد بدر ولد مکرم محمد دین بدر صاحب قوم مسلم پیشہ ملازمت عمر ۳۳ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ بتاریخ ۰۲-۸-۲۷ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱۰/۱ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔اس وقت میری منقولہ وغیر منقولہ کوئی جائیداد نہیں ہے۔میں صدر انجمن احمدیہ قادیان کا ملازم ہوں۔میری اس وقت مبلغ -/۳۱۸۷ مع الاؤنس تنخواہ ہے۔اس کے علاوہ اگر کوئی آمد یا جائیداد پیدا کروں گا تو اس کی اطلاع دفتر سیکریٹری مجلس کارپرداز قادیان کو کرتا رہوں گا۔اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔

میری یہ وصیت ۰۲-۹-۱ سے نافذ العمل کی جائے۔

گواہ شد	العبد	گواہ شد
سید فہیم احمد	مبشر احمد بدر	نعیم احمد ڈار
ولد سید سلام الدین صاحب مرحوم		

وصیت نمبر 15207

میں شمیم قمر زوجہ مکرم مبشر احمد صاحب بدر قوم مسلم پیشہ خانہ داری عمر ۲۸ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۰۲-۸-۲۷ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱۰/۱ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔اس وقت میری غیر منقولہ جائیداد کوئی نہیں ہے۔منقولہ جائیداد اس طرح سے ہے۔

۱-حق مہر بذمہ خاوند:-	۲۰،۰۰۰-۰۰
۲-ہار طلائی دو عدد:-۰۰۰-۲۹،	۱۳۹۳۵-۰۰
۳-کان کے جھمکے طلائی ایک سیٹ:-۳۵۰-۷	۳۸۳۶-۰۰
۴-کان کے کانٹے طلائی ایک سیٹ:۵۰۰-۷،	۳۸۶۲-۰۰
۵-کان کے ٹوپس طلائی ایک سیٹ:-۵۰۰-۳،	۱۸۰۲-۰۰
۶-گلے کی پوٹ طلائی ایک عدد:-۶۰۰-۲،	۱۳۳۹-۰۰
۷-انگوٹھی طلائی ۴ عدد:-۲۵۰-۱۱،	۵۷۹۳-۰۰
۸-کان کی چھوٹی بالیاں ایک سیٹ:-۹۶۰-۰،	۵۰۵-۰۰
میزان :-	۳۲۰۷۲-۰۰
۹-چاندی کا سیٹ:-	۲۵۰-۰۰
۱۰-پازیب جوڑی:	۲۵۰-۰۰
۱۱-چاندی کی جھمکیاں:-	۷۵-۰۰
۱۲-بینک میں کیش:-	۱۰۰۰۰-۰۰

میں اپنے خورونوش پر -/۳۰۰ روپے ماہانہ پر حصہ آمد ادا کرتی رہوں گی۔اس کے علاوہ سلائی کا کام کرتی ہوں جو بھی آمد ہوگی اس پر حصہ آمد ادا کرتی رہوں گی۔اگر آئندہ کوئی آمد یا جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع دفتر کارپرداز بہشتی مقبرہ کو کرتی رہوں گی۔اوراس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔

میری یہ وصیت ۰۲-۹-۱ سے نافذ العمل کی جائے۔

گواہ شد	الامۃ	گواہ شد
مبشر احمد بدر	شمیم قمر	نعیم احمد ڈار

DIL BRICKS UNIT

PH: 06723-35814

DELAWAR KHAN (EX. ARMY)
VILL :- KARDAPALLI
P.O. TIGIRIA
DISTT- CUTTACK (ORISSA)

صوبہ ہماچل پردیش میں سرگرم ادبی ثقافتی اور سماجی تنظیم "ممبو ترش" کی جانب سے جماعت احمدیہ کو "راشٹریہ ایکتا ایوارڈ ۲۰۰۳ء" کے لیے منتخب کیا گیا۔ ۱۹ جنوری ۲۰۰۳ء کو اونہ (ہماچل) میں منعقدہ تنظیم کی سالانہ تقریب کے موقعہ پر ایوارڈ حاصل کرتے ہوئے مکرم مولانا تنویر احمد صاحب خادم نگران دعوت الی اللہ پنجاب و ہماچل (درمیان میں)۔ موصوف کے دائیں ہاتھ آنریبل ٹھاکر گلاب سنگھ ہماچل ودھان سبھا سپیکر اور بائیں شری دے چوپڑہ چیف ایڈیٹر ہند سماچار بھی نظر آ رہے ہیں

اس موقعہ پر لی گئی ایک یادگاری تصویر۔ دائیں سے شری وجے چوپڑہ چیف ایڈیٹر ہند سماچار، مکرم منور احمد صاحب نوری آف لندن نزیل قادیان، مکرم گیانی تنویر احمد صاحب خادم نگران دعوت الی اللہ پنجاب و ہماچل، مکرم چوہدری عبدالواسع صاحب نائب ناظر امور عامہ قادیان

۲۵/اکتوبر ۲۰۰۲ء کو پیالہ ضلع کانگڑہ ہماچل میں منعقدہ مفت میڈیکل کیمپ کا منظر۔ مکرم ڈاکٹر شبیر احمد صاحب ناصر، ڈاکٹر مظفر احمد صاحب بنگالی، مہمان خصوصی شری وجے چوپڑہ، مکرم تنویر احمد صاحب خادم، مکرم شکیل احمد صاحب اعظم پیچھے کھڑے ہیں۔

مراد آباد (یوپی) میں بچوں کی تعلیم کا انتظام۔ دائیں مکرم مولوی ظہیر عالم صاحب معلّم وقفِ جدید بیرون، بائیں مکرم حاجی عزیز الرحمٰن صاحب صدر جماعت احمدیہ مراد آباد۔

جماعت احمدیہ براہلی میں امتحان میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے اطفال کو انعامات دیے گئے۔ (فریدالدین ناصر امروہی معلّم وقفِ جدید بیرون)

مکرم یعقوب علی صاحب معلّم وقفِ جدید بیرون نومبائعین کو نماز پڑھاتے ہوئے۔

Registered with the Registrar of NEWS Papers of India at No. 38951/82 Postal Registration No. Pb (0194)2003

Monthly **MISHKAT** **Qadian**

Majlis Khuddamul Ahmadiya Bharat Qadian

Editor :- Zainuddin Hamid

Ph.: (91) 1872-220139 (R) 222232
Fax: 220105

Vol. NO.22 **January 2003** **No. 1**

کامل اور زندہ خدا

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''کامل اور زندہ خدا وہ ہے جو اپنے وجود کا آپ پتہ دیتا رہا ہے اور اب بھی اُس نے یہی چاہا ہے کہ آپ اپنے وجود کا پتہ دیوے۔ آسمانی کھڑکیاں کھلنے کو ہیں عنقریب صبح صادق ہونے والی ہے۔ مبارک وہ جو اٹھ بیٹھے۔ اور اب سچے خدا کو ڈھونڈے وہی خدا جس پر کوئی گردش اور مصیبت نہیں آتی۔ جسکے جلال کی چمک پر کبھی کوئی حادثہ نہیں پڑتا۔ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''اللہ نور السماوات والارض''

یعنی خدا ہی ہے جو ہردم آسمان کا نور اور زمین کا نور ہے اُسی سے ہر اک جگہ روشنی پڑتی ہے۔ آفتاب کا وہی آفتاب ہے۔ زمین کے تمام جانداروں کی وہی جان ہے۔ سچا زندہ خدا وہی ہے۔ مبارک وہ جو اس کو قبول کرے''

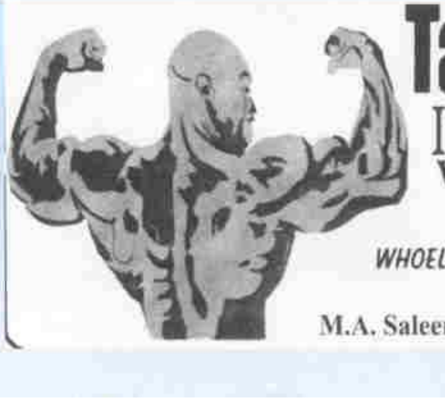

Tara's Dynamic Body grow

India's No.1 Weight Gainer for All

Weight Gain & Weight Lose باڈی گرو کھاؤ، باڈی بناؤ

WHOELSALE & RETAIL AVAILABLE AT: **BODY GROW GYM**

Santosh Complex, Beside Yadagiri 70mm, Santosh Nagar

M.A. Saleem, Hydrabad (A.P.) Ph. 040-24532488, (Gym) 24443036 (R), Cell-6521162